از:
مفتی اعظم پاکستان
حضرت مولانا محمد شفیعؒ
اس میں ایسے تمام گناہوں کی فہرست اوران کے
متعلق احکامات ہیں جن کے کرنے میں کوئی دنیاوی
نفع اور لذت نہیں ہے اور ذرا سی توجہ سے ہم اسے
چھوڑ سکتے ہیں۔
دارالاشاعت
اردو بازار کراچی فون ۲۶۳۱۸۶۱
www.IslamicBooksLibrary.wordpress.com

گناہ بے لذّت

اس میں ایسے تمام گناہوں کی فہرست اور
اُن کے متعلق احکامات ہیں جن کے کرنے میں
نہ کوئی دنیاوی نفع ہے اور نہ کوئی لذت ہے

مصنفہ
مُفتیٔ اعظم پاکِستان
حضرت مولانا محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ

دارالاشاعت
اردو بازار کراچی۔ فون ۲۶۳۱۸۶۱

فہرست مضامین (گناہ بے لذت)

تمت

تمہید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آج کل زمان نبوت سے بعد اور قیامت کے قرب کی وجہ سے کفرو شرک اور الحاد و زندقہ' بے دینی و بے عملی کا دور دورہ ہے' گناہوں سے بچنا اور دین پر قائم رہنا حدیث کی پیشین گوئی کے مطابق ایسا مشکل ہوگیا ہے جیسے انگارے کو ہاتھ میں تھامنا' مسلمانوں کی بڑی تعداد کو تو اس کی فکر ہی نہ رہی کہ جو کام کر رہے ہیں وہ گناہ ہے یا ثواب' حلال ہے یا حرام' اس سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتے ہیں' یا ناراض' اب جو کچھ خدا کے بندے اس کی فکر کرنے والے رہ گئے ہیں ان کے لئے اور بھی دنیا کی فضا تنگ ہو گئی' انفرادی گناہوں سے کسی طرح جان بچا بھی لیں تو اجتماعی گناہ جو زراعت' تجارت' ملازمت وغیرہ معاش کے کل شعبوں پر چھائے ہوئے ہیں ان سے کس طرح بچیں کہ ان سب میں اول تو غیر مسلموں سے سابقہ ہے' اور جو کہیں قسمت سے مسلمان بھی ہوئے تو وہی دین سے آزاد بے فکر حلال و حرام کی بحث کو تنگ نظری قرار دینے والے فَإِلَى اللّٰهِ الْمُشْتَكٰى وَاِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ'

اور غضب یہ ہے کہ اپنی بے فکری و بے پروائی کے لائے ہوئے اس نتیجۂ بد کو بہت سے لوگ یہ کہنے لگے کہ دین اسلام اور شریعت پر عمل کرنا ہی سخت دشوار ہے' اور اگر ذرا بھی غور کریں تو معلوم ہو کہ شریعت اسلام میں نہ کوئی تنگی ہے' نہ دشواری' بلکہ دنیا کے تمام مذاہب سے زیادہ معاشی آسانیاں اس میں ہیں' البتہ جب

کسی چیز کا رواج ہی نہ رہے' اس پر عمل کرنے والے بہت کم رہ جائیں تو آسان سے آسان چیز بھی مشکل ہو جاتی ہے' ٹوپی اور پاجامہ پہننا کس قدر آسان ہے لیکن اگر کسی خطۂ ملک میں یہ چیزیں متروک ہو جائیں' سب ننگے تہہ بند' یا دھوتی میں رہنے کے عادی ہو جائیں تو ٹوپی اور پاجامہ کا بنانا یا بنوانا ایک مستقل مہم ہو جائے' روٹی پکانا اور کھانا کس قدر سہل اور ضروریات زندگی میں شامل ہے' لیکن کسی جگہ اس کا مطلق رواج نہ رہے' سب چاول کھانے لگیں وہاں دیکھئے کہ روٹی پکانا اور کھانا کس قدر دشوار ہو جائے گا۔

یہی حال دینی امور کا سمجھنا چاہئے' اول تو غیر مسلموں کی اکثریت سے مسلمانوں کے لئے بہت سی دشواریاں حلال و حرام کے معاملہ میں پیدا ہو جانا طبعی امر تھا' مگر مسلمان باوجود اقلیت کے بھی اگر مذہبی حدود و قیود کے پابند ہوتے تب بھی قوی امید تھی کہ بہت سے معاملات میں کوئی اشکال نہ رہتا' آخر آج اسی لامذہبی کے دور میں یورپ جیسے لامذہب ملک سے بہت سی دواؤں کے لیبل میں ہندوؤں کی رعایت سے یہ لکھا ہوا نظر آتا ہے کہ اس دوا میں کوئی حیوانی جزو شامل نہیں' یہ کیوں؟ اس لئے نہیں کہ کارخانہ والوں کو ہندو مذہب سے کوئی ہمدردی یا خوش اعتقادی کا تعلق ہے' بلکہ صرف اس لئے کہ وہ جانتے ہیں کہ ہندو عوام حیوانی اجزاء سے پرہیز کرتے ہیں۔

مگر ہمیں آج تک کسی لیبل پر یہ نظر نہ پڑی کہ اس دوا میں شراب یا اسپرٹ شامل نہیں ہے' کیوں کہ مسلمانوں کی غفلت و بے پروائی نے ان کے سامنے ایسا ثبوت پیش نہ کیا کہ مسلمان قوم اس سے پرہیز کرتی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ یہ تنگی و دشواری سب ہماری غفلت و بے پروائی کا نتیجہ

ہے' سب مسلمان دینی امور کے پابند ہوجائیں تو نماز' روزہ' حج' زکواۃ' سب سہل ہوجائیں اور گناہوں سے بچنا طبعی امر ہوجائے' مگر کس سے کہیں اور کون سنے۔

اب کہاں نشوونما پائے نہالِ معنی
کس زمیں پر دلِ پُرجوش کی بدلی برسے

بہرحال ایک طرف تو گناہوں کے طوفان امنڈ رہے ہیں' عالم کی فضا اہل دین و دیانت کے لئے ناسازگار ہورہی ہے' دوسری طرف انہیں اعمال بد کے نتائج قحط و زلازل' وبا' اور قتل و غارت' اور ذلت کی صورت میں مسلمانوں پر مسلط ہیں' اصلاح کی کوشش صدا بصحرا اور رائیگاں نظر آتی ہے' محض اس لئے کہ فلاں کام گناہ ہے کوئی شخص اپنی ادنیٰ خواہش کو ترک کرنے کے لئے تیار نہیں' الاماشاء اللہ۔

اس لئے بارہا یہ خیال آیا کہ بہت سے ایسے گناہ بھی ہیں جن میں ہم محض غفلت و جہالت سے مبتلا ہیں' نہ ان سے کوئی دنیوی مفاد اور خواہش متعلق ہے' نہ ان کے چھوڑنے میں کوئی ادنیٰ تکلیف و مشقت ہے' ان میں صرف اس کی ضرورت ہے کہ مسلمانوں کو اس کے گناہ ہونے کا علم ہوجائے اور اس کے چھوڑنے کا ارادہ کرلیں۔

اس وقت ایسے ہی بے لذت گناہوں کی ایک فہرست مع ان کے وبالِ عظیم اور وعید شدید کے اس رسالہ میں لکھی جاتی ہے' تاکہ مسلمان کم از کم ان گناہوں سے تو بچ جائیں' سب گناہوں سے نجات نہ ہو تو کم از کم تقلیل ہوجائے اور یہ بھی بعید نہیں کہ ان گناہوں کے چھوڑنے کی برکت سے دوسرے گناہوں کے چھوڑنے کی بھی ہمت اور توفیق ہوجاوے' کیونکہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جو شخص ہمارے دین کی پیروی کی کچھ بھی کوشش کرتا ہے' تو ہم اس کے لئے باقی دین کے راستے آسان کردیتے

ہیں' اور بعض سلف کا ارشاد ہے'

انمن جزاء الحسنۃ الحسنۃ بعدھا' (نیکی کی ایک جزا یہ بھی ہے کہ اس کے بعد دوسری نیکی کو توفیق ہو جاتی ہے)

وبیدہ التوفیق ولا حول ولا قوۃ الا باللہ

مقدّمہ

گناہوں کی پوری فہرست پر نظر ڈالی جائے تو ایک حیثیت سے ہر گناہ بے لذت ہی ہے، کیونکہ جس آنی فانی لذت کے تحت میں شدید و مدید عذاب اور ناقابل برداشت تکالیف مستور ہوں وہ کسی عاقل مبصّر کے نزدیک لذت نہیں کہلا سکتیں، جس حلوے میں زہر قاتل ملا ہو اس کو کوئی دانشمند لذیذ نہیں کہہ سکتا، جس چوری اور ڈاکہ پر عمر قید یا سولی کا تختہ نتیجہ میں ملتا ہو اس کو کوئی عاقبت اندیش لذت و مسرت کی چیز نہیں سمجھ سکتا۔

لیکن ان چیزوں کو بے لذت سمجھنا تو عاقل اور انجام بین انسان کا کام ہے، انجان بچہ سانپ یا آگ کو خوبصورت سمجھ کر ہاتھ میں لے سکتا ہے اور اس کو مرغوب چیز کہہ سکتا ہے، اسی طرح انجام و عواقب سے غفلت برتنے والے انسان مذکورہ جرائم کو لذت کی چیز سمجھ سکتے ہیں، اسی طرح قبر و حشر کے عذاب و ثواب سے غافل یا بے فکرے انسان بہت سے گناہوں کو لذیذ کہہ سکتے ہیں، اسی لئے اس رسالہ میں ان کو نہیں لکھا گیا، بلکہ دو قسم کے گناہوں کی فہرست اس میں جمع کی گئی ہے ایک تو وہ جن میں کسی بے حس، بدمذاق کو بھی کوئی حظ اور لذت نہیں، دوسرے وہ جن میں اگرچہ حقیقتاً" کوئی لذت نہیں ہے مگر بعض لوگ اپنی بداخلاقی اور بے حسی کے سبب ان میں کچھ لذت و حظ محسوس کرتے ہیں، لیکن اگر ان کو چھوڑ دیں تو دنیا کی کسی ادنیٰ سی ضرورت و خواہش میں کوئی فرق نہیں آتا، وہ گناہ یہ ہیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان سے بچنے کی توفیق کامل عطا فرمائیں، واللہ الموفق والمعین۔

۱۔ لایعنی (فضول و بے فائدہ کلام یا کام)

انسان جتنے کام یا کلام کرتا ہے بظاہر اس کی تین قسمیں ہیں:۔

۱۔ مفید' جس میں کوئی فائدہ دین یا دنیا کا ہو۔

۲۔ مضر' جس میں دین یا دنیا کا کوئی نقصان ہو۔

۳۔ نہ مفید نہ مضر' جس میں کوئی فائدہ ہو نہ نقصان' اسی تیسری قسم کو حدیث میں لایعنی کے لفظ سے تعبیر فرمایا گیا ہے' لیکن جب ذرا غور سے کام لیا جائے تو واضح ہو جاتا ہے کہ یہ تیسری قسم بھی در حقیقت دوسری قسم یعنی مضر میں داخل ہے کیونکہ وہ وقت جو ایسے کام یا کلام میں صرف کیا گیا اگر اس میں ایک دفعہ سبحان اللہ کہہ لیتا تو میزان عمل کا آدھا پلہ بھر جاتا۔ کوئی اور مفید کام کرتا تو گناہوں کا کفارہ اور نجات آخرت کا ذریعہ یا کم از کم دنیا کی ضرورتوں سے بے فکری کا سبب بنتا۔ اس وقت عزیز کو بے فائدہ کام یا کلام میں خرچ کرنا ایسا ہے جیسے کسی کو اختیار دیا جائے کہ چاہے ایک خزانہ جواہرات اور سونے چاندی کا لے لے یا ایک مٹی کا ڈھیلا' وہ خزانہ کے بجائے مٹی کا ڈھیلا اٹھانے کو اختیار کرے' جس کا خسارہ عظیم اور نقصان ہونا ظاہر ہے' اسی لئے بعض روایات حدیث میں ہے کہ جو شخص کسی مجلس میں بیٹھے اور ساری مجلس میں اللہ کا کوئی ذکر نہ کرے قیامت کے روز یہ مجلس اس کے لئے حسرت و ندامت ہو گی۔

وہ علم جہل ہے جو دکھائے نہ راہ دوست
مجلس وہ ہے وبال جہاں یاد حق نہ ہو

ہر دم از عمر گرامی ہست گنج بے بدل
می رود گنجے چنیں ہر لحظہ بیکار آہ، آہ!

اسی لئے لایعنی کام اور کلام اور بے فائدہ مجلس احباب کو اہل بصیرت نے گناہوں کی فہرست میں داخل کیا ہے اور بعض روایات حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے، حدیث میں ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "انسان کا اسلام درست و صحیح ہونے کی ایک علامت یہ ہے کہ بے فائدہ کاموں کو چھوڑ دے" (رواہ الترمذی وابن ماجہ عن ابی ہریرۃ)

اور ایک حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت کعب بن عجرہ چند روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر نہ ہوسکے تو آپ نے لوگوں سے ان کا حال پوچھا، بتلایا گیا کہ وہ بیمار ہیں آپ ان کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے، حالت نازک دیکھی، فرمایا "اے کعب تمہارے لئے مژدہ (خوشخبری) ہے ان کی والدہ بول اٹھیں، اے کعب تمہیں جنت مبارک ہو، یہ کلمہ سن کر آپؐ نے فرمایا کہ خدا کے معاملہ میں قسم کھا کر دخل دینے والی یہ کون ہے، کعب نے عرض کیا کہ میری والدہ ہیں، آپؐ نے فرمایا تمہیں کیا خبر کہ شاید کعب نے کبھی لایعنی کلام کیا ہو یا زائد از حاجت مال کو اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے میں کوتاہی کی ہو، ایسی حالت میں کسی کو کیا حق ہے کہ جنت کا حکم کر دے۔

مطلب بظاہر یہ ہے کہ لایعنی کلام کا حساب ہوگا اور جس چیز پر حساب اور مواخذہ ہو اس سے خلاصی یقینی نہیں، (احیاء)

۲۔ کسی مسلمان کے ساتھ استہزاء و تمسخر

یہ کبیرہ گناہ ہے اور کرنے والے کا کوئی دنیوی' معاشی فائدہ بھی اس میں نہیں 'مگر عام مسلمان غفلت و بے پروائی سے اس میں مبتلا ہیں 'قرآن کریم میں حکم ہے '

لا یسخر قوم من قوم عسی ان یکونو خیراً منھم ولا نساء من نساء عسی ان یکن خیراً منھن

ترجمہ۔ کوئی جماعت کسی کے ساتھ تمسخر (ٹھٹھا) نہ کرے شاید وہ اللہ کے نزدیک ان سے بہتر ہوں۔

استہزاء کے معنی یہ ہیں کہ کسی کی اہانت و تحقیر اور اس کے عیب کا اظہار اس طرح کیا جائے جس سے لوگ ہنسیں 'اس میں بہت سی صورتیں داخل ہیں مثلاً"

۱۔ کسی کے چلنے پھرنے 'اٹھنے بیٹھنے 'ہنسنے بولنے وغیرہ کی نقل اتارنا یا قدو قامت اور شکل و صورت کی نقل اتارنا'

۲۔ اس کے کسی قول و فعل پر ہنسنا'

۳۔ آنکھ یا ہاتھ پیر کے اشارہ سے اس کے عیب کا اظہار کرنا'

یہ وہ گناہ بے لذت ہیں جو آج کل مسلمانوں میں وبا کی طرح پھیلے ہوئے ہیں 'عوام سے لے کر خواص تک ان میں مبتلا ہو جاتے ہیں 'حالانکہ قرآن کریم کی مذکورہ بالا آیت میں ان کا حرام ہونا صاف مذکور ہے 'اور دوسری جگہ ارشاد ہے۔

ویل لکل ھمزۃ لمزۃ "یعنی خرابی ہے ہر طعنہ دینے عیب چننے کی"

اور آیت کریمہ **یا ویلتنا مال ھذا الکتاب لا یغادر صغیرۃ ولا کبیرۃ الا احصاھا** کی تفسیر میں حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ صغیرہ سے مراد کسی مسلمان پر

استہزاء سے تبسم کرنا اور کبیرہ سے اس پر قہقہہ لگانا ہے'

اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے کسی انسان کی نقل اتاری تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (منع فرمایا) اور ارشاد فرمایا کہ مجھے تو کوئی بڑی سے بڑی دولت بھی کسی کی نقل اتارنے پر ملے تو میں کبھی نہ اتاروں[1]۔

اس میں اشارہ اس کی طرف بھی ہو سکتا ہے کہ یہ گناہ ایسا بے لذت اور بے فائدہ ہے کہ اس میں کوئی فائدہ بھی نہیں اور بالفرض کوئی فائدہ ہوتا بھی جب بھی اس کے پاس نہ جانا ہی تھا'

اور حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگ دوسرے لوگوں کا استہزاء کرتے (مذاق اڑاتے ہیں) آخرت میں ان کے لئے جنت کا ایک دروازہ کھولا جائے گا اور اس کی طرف بلایا جائے گا جب وہ سرکتا سسکتا ہوا وہاں پہنچے گا تو بند کردیا جائے گا' پھر دوسرا دروازہ کھولا جائے گا اور اس کی طرف بلایا جائے گا جب وہاں پہنچے گا' بند کردیا جائے گا۔ اسی طرح برابر جنت کے دروازے کھولے اور بند کئے جاتے رہیں گے یہاں تک کہ وہ مایوس ہو جائے گا' اور بلانے پر جنت کے دروازہ کی طرف نہ جائے گا (رواہ البیہقی مرسلا "ترغیب المنذری")

ایک شخص کی ریح آواز کے ساتھ صادر ہو گئی' لوگ ہنسنے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر خطبہ میں زجر و تنبیہ فرمائی اور فرمایا جو کام تم سب خود بھی کرتے ہو اس سے کیوں ہنستے ہو'

اور حضرت معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

[1] ابوداؤد ترمذی، تخریج احیاء۔

کہ جو کسی شخص کو اس کے گناہوں پر عار دلائے وہ اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک خود اس گناہ میں مبتلا نہ ہو جائے' احمد بن منیع فرماتے ہیں کہ اس جگہ گناہ سے وہ گناہ مراد ہیں جن سے توبہ کرلی گئی ہو (ترمذی' از تخریج احیاء)

تنبیہ:۔ بعض لوگ ناواقفیت یا غفلت سے استہزاء و تمسخر کو مزاح (خوش طبعی) میں داخل سمجھ کر اس میں مبتلا ہو جاتے ہیں' حالانکہ دونوں میں بڑا فرق ہے' مزاح جائز جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اس کی شرط یہ ہے کہ اس میں کوئی بات خلاف واقعہ زبان سے نہ نکلے' اور کسی کی دل آزاری نہ ہو اور وہ بھی مشغلہ اور عادت نہ بنے کبھی کبھی اتفاقاً "ہو جائے' (احیاء العلوم)

استہزاء و تمسخر جس میں مخاطب کی دل آزاری یقینی ہے وہ باجماع حرام ہے' (زواجر ص ۱۸ ج ۲) اس کا مزاح جائز میں داخل سمجھنا گناہ بھی ہے اور جہالت بھی۔

۳۔ عیب جوئی' نکتہ چینی اور تفضیح

قرآن حکیم کا ارشاد ہے وَلَا تَجَسَّسُوا یعنی کسی کے پوشیدہ عیوب کی تلاش نہ کرو'

اور حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر ایک خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ وہ لوگ جو زبان سے مسلمان ہو گئے' مگر ان کے دلوں تک ایمان نہیں پہنچا' (وہ سن لیں) کہ مسلمانوں کو ایذا نہ پہنچاؤ' ان کے پوشیدہ عیوب کے پیچھے نہ پڑو' ان کے گزشتہ گناہ پر عار نہ دلاؤ' کیونکہ جو شخص کسی مسلمان بھائی کے عیب

ڈھونڈتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کے عیوب ڈھونڈنے لگتے ہیں' اور جس کے عیوب اللہ تعالیٰ ڈھونڈیں' قریب ہے کہ اس کو رسوا کردیں گے' اگرچہ وہ اپنے (بند) مکان میں (مستور) ہو (ترمذی از جمع الفوائد ص ۱۴۱ ج ۲)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ایک مرتبہ بیت اللہ پر نظر ڈالی' اور فرمایا اے بیت اللہ: تیری شان کتنی بلند اور تیری عزت کتنی بڑی ہے' اور مومن کی عزت و حرمت اللہ کے نزدیک تجھ سے زیادہ بڑی ہے' (ترمذی جمع الفوائد)

اور حدیث میں ہے کہ مسلمان' مسلمان کا بھائی ہے' نہ اس پر ظلم کرے' نہ عیب لگائے اور جو شخص کسی اپنے بھائی کے کام میں لگے اللہ تعالیٰ اس کے کام میں لگ جاتے ہیں اور جو شخص کسی مسلمان کو مصیبت و تکلیف سے نکالے اللہ اس کو قیامت کی مصیبتوں سے نکال دیں گے' اور جو شخص کسی مسلمان کے عیوب کو چھپائے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کے عیوب کو چھپادیں گے' (ترمذی وقال حسن صحیح غریب از زواجر)

آج کل یہ کبیرہ گناہ بھی وباء کی طرح عام ہوگیا ہے' عوام و خواص سب اس میں مبتلا ہوگئے' لوگوں کے پوشیدہ عیوب کی تلاش اور کوئی بات مل جائے تو اس کا چرچا کرنا' رسوا کرنا عادت میں داخل ہوگیا' کسی کو دھیان بھی نہیں ہوتا کہ اس میں ہم نے کوئی گناہ کیا' اور یہ وہ بے لذت گناہ ہے کہ اس میں کسی کا کوئی دنیوی فائدہ نہیں اور عمر بھر نہ کرے تو کوئی نقصان نہیں' مگر بے حسی اور بد اخلاقی سے لوگ اسی میں ذائقہ اور لذت محسوس کرتے ہیں' اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے بچائے' (آمین)

۴۔ چھپ کر کسی کی باتیں سننا

حدیث میں ہے کہ جو شخص کسی سے اپنی بات چھپانا چاہے اور یہ کسی حیلہ بہانہ سے اس کو سنے' تو قیامت کے روز اس کے کانوں میں گرم سیسہ پگھلا کر ڈالا جاوے گا' یہ بھی گناہ کبیرہ اور بے لذت و بے فائدہ ہے' مگر عموماً" لوگ اس میں مبتلا ہیں' اللہ تعالیٰ نجات عطا فرمائیں'

۵۔ بلا اجازت کسی کے مکان میں جھانکنا یا داخل ہونا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص بلا اجازت کسی کے گھر میں جھانکے تو اس کے لئے حلال ہے کہ اس کی آنکھ پھوڑ دے' (بخاری و مسلم' عن ابی ھریرۃؓ)

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اجازت سے پہلے کسی کے مکان کا پردہ کھولا' اور مکان کے اندر نظر ڈالی' تو اس نے ایسے کام کا ارتکاب کیا جو اس کے لئے حلال نہیں تھا' (ترمذی)

اس حکم کو عام لوگ جہالت سے زنانہ مکان کے ساتھ مخصوص سمجھتے ہیں' مردانہ مکان میں داخل ہونے یا جھانکنے کو اس میں داخل نہیں سمجھتے' اور بلا وجہ اس کبیرہ گناہ میں مبتلا ہوتے ہیں۔

البتہ ایسا مردانہ مکان جو آمدورفت کے لئے کھلا رہتا ہے' جیسے بازار کی دکانیں یا کارخانے وغیرہ یا کسی وقت خاص میں کھولا جاتا ہے تو اس میں اس وقت استیذان و

اجازت لینے کی ضرورت نہیں' دوسرے وقت جائے تو اس میں بھی اجازت لینا ضروری ہے۔

۶۔ نسب کی وجہ سے کسی کو طعنہ دینا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ یہ انساب (اور رشتے جو دنیا میں معروف ہیں) کسی کے لئے گالی نہیں' اور تم سب اولاد آدم ایک دوسرے کے قریب ہو' کسی کو کسی پر کوئی فضیلت (معتد بہا) نہیں' بجز فضیلت دین اور اعمال صالحہ کے (رواہ احمد والبیہقی' از ترغیب المنذری ص ۳۳ ج ۴)

ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا کہ دو چیزیں ایسی ہیں جن کا ارادہ کرنا بھی کفر (کے قریب) ہے' ایک لوگوں کے نسب پر طعنہ مارنا' دوسرے میت پر نوحہ کرنا یعنی چلا چلا کر رونا (رواہ مسلم عن ابی ہریرۃ' زواجر ص ۵۴ ج ۲)

اور قرآن مبین میں ارشاد ہے **الذین یوذون المومنین بغیر ما اکتسبوا فقد احتملو بھتانا و اثما مبینا** (یعنی جو لوگ مسلمانوں کو ایسی چیزوں پر عار دلاتے اور ایذا دیتے ہیں جو انہوں نے اپنے اختیار سے نہیں کیں تو انہوں نے بہتان اٹھایا اور کھلے گناہ کا ارتکاب کیا)

جو لوگ کسی شخص کو محض اس کے نسب کی وجہ سے طعنہ دیں کہ فلاں قوم کا آدمی ہے' یا فلاں شخص کا بیٹا ہے' وہ بھی اس وعید میں داخل ہے (زواجر ص ۵۴ ج ۲)

یہ گناہ بھی گناہ کبیرہ ہے' اور بے لذت و بے فائدہ ہے کہ دنیا کا کوئی کام اور فائدہ

اس پر موقوف نہیں، مگر عام لوگ اس سے غفلت میں ہیں، بہت سی قوموں اور پیشہ والوں کو ذلیل سمجھتے ہیں اور ان پر طعنہ دیتے ہیں یا ایسے الفاظ سے خطاب کرتے ہیں جس سے اس کے نسب کی حقارت ظاہر ہو، جیسے کسی کو نائی، کسی کو قصائی یا جلاہا کہنا۔
اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے نجات عطا فرمائیں۔

۷۔ اپنے اصل نسب کو چھوڑ کر دوسرا نسب ظاہر کرنا

جیسے کوئی شخص شیخ صدیقی نہیں مگر اپنے آپ کو صدیقی لکھے یا سید نہیں اور اپنے آپ کو سید ظاہر کرے یا قریشی نہیں ہے اور اپنے آپ کو قریشی کہے یا نسبتاً انصاری نہیں ہے اپنے آپ کو انصاری کہے،
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے باپ کا نسب چھوڑ کر کسی دوسرے کی طرف اپنی نسبت کرے تو جنت اس پر حرام ہے۔ (بخاری، مسلم، ابوداؤد)

یہ کبیرہ گناہ بھی درحقیقت بے لذت و بے فائدہ ہے، اور اس طرح نسب بدلنے کو عزت کا ذریعہ سمجھنا سراسر غلطی ہے، ان چیزوں سے دنیا میں بھی عزت نہیں ملتی۔

۸۔ گالی گلوج اور فحش کلامی،

گالی اور فحش کلامی سے مراد یہ ہے کہ ایسے کلام جن سے آدمی شرماتا ہو ان کو

صریح اور کھلے الفاظ سے ظاہر کرنا' پھر اگر وہ واقعہ کے مطابق اور صحیح ہو تو ایک گناہ گالی دینے کا ہے اور واقعہ کے خلاف ہو تو دوسرا گناہ بہتان و افتراء کا بھی ہے' جیسے کسی شخص یا اس کی ماں بہن کی طرف کسی فعل حرام کی نسبت کرنا'

حدیث میں ہے کہ مسلمان کو گالی دینا فسق اور اس سے مقابلہ کرنا کفر ہے (بخاری و مسلم از ترغیب ص ۲۸۵ ج ۳)

اور حضرت جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ جب مسلمان ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے چند عہد لئے۔

ایک یہ کہ کسی کو گالی نہ دو' جابرؓ کہتے ہیں کہ الحمدللہ میں نے اس عہد کو پورا کیا۔ اس کے بعد نہ شریف یا غلام کو گالی دی' اور نہ کسی اونٹ بکری جانور کو'

دوسرا یہ کہ کسی نیکی کو معمولی اور حقیر سمجھ کر نہ چھوڑو'

تیسرے یہ کہ جب کسی مسلمان بھائی سے ملو تو خندہ پیشانی اور اخلاق سے ملو'

چوتھے یہ کہ اپنے تہہ بند یا پاجامہ کو نصف پنڈلی تک رکھو اور یہ بھی نہ کرو تو ٹخنوں سے اوپر تک رکھو' ٹخنوں سے نیچے کرنے سے سختی سے بچو کہ وہ تکبر کی علامت ہے'

پانچویں یہ کہ اگر کوئی شخص تم پر ایسا عیب لگائے جس کو وہ تمہارے اندر جانتا ہے تو تم (اس کے بدلہ میں) اس کا وہ عیب ظاہر نہ کرو جو تمہیں اس کے اندر معلوم ہے (ابوداؤد' ترمذی)

اور ایک طویل حدیث میں عفیف عورت کی طرف فعل حرام کی نسبت کرنے کو اکبر کبائر گناہوں میں شمار کیا ہے' (ابن حبان فی صحیحہ کذا فی الترغیب للمنذری ص ۲۸۹ ج ۳)

گالیوں میں عموماً" ماں بہن اور بیٹی کی طرف فعل حرام کی نسبت کی جاتی ہے' یہ اسی وعید میں داخل ہے۔'

اور حدیث میں ہے کہ جو شخص کسی شخص کو عیب لگانے کے لئے ایسی بات کہے جو اس میں نہیں تو اللہ تعالیٰ اس کو جہنم کی آگ میں اس وقت تک روکے رکھیں گے' جب تک وہ اپنے کہے کی سزا نہ بھگت لے' (ا لطبرانی باسناد جید' ترغیب ۲۸۹ ج ۳) گالی گلوج میں عموماً" ایسے ہی افعال منسوب کئے جاتے ہیں جو اس میں نہیں۔

نیز حدیث میں ہے کہ جو شخص اپنے غلام پر زنا کا الزام لگائے (تو اگرچہ دنیا میں اس پر حد شرعی جاری نہیں ہوگی) مگر قیامت میں اس پر حد قذف جاری کی جاوے گی (بخاری' مسلم' ترغیب)

اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ ایک روز اپنی پھوپھی سے ملنے گئے' انہوں نے ان کے لئے کھانا منگوایا' کنیز نے لانے میں دیر کی تو ان کی زبان سے نکلا۔ زانیہ جلدی کیوں نہیں لاتی۔ عمرو بن عاص ؓ نے فرمایا تم نے بہت بڑی بات کہی' کیا تمہیں اس کے زنا کی اطلاع ہے؟ انہوں نے کہا بخدا مجھے کوئی اطلاع نہیں (محض غصہ میں یہ لفظ کہہ دیا) آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو مرد یا عورت اپنی باندی (کنیز) کو زانیہ کہہ کر پکارے حالانکہ وہ اس کے زنا پر مطلع نہیں تو قیامت کے روز یہ کنیز اس کو کوڑے لگائے گی (رواہ الحاکم و قال صحیح الاسناد و تکلم فیہ الحافظ' ترغیب ص ۲۸۹ ج ۳)

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فحش کلامی (گالی) سے بچو کہ اللہ تعالیٰ فحش اور فحش گوئی کو پسند نہیں کرتا' (رواہ الحاکم فی صحیحہ و ابن حبان عن ابی ہریرۃ ؓ

کذافی تخریج الاحیاء) فحش بکنے سے مراد ایسی چیزوں کا اظہار ہے جن کے اظہار سے آدمی شرماتا ہے' اگرچہ وہ واقعہ کے مطابق ہو۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مشرکین کفار کو گالی دینے سے بھی منع فرمایا جو غزوہ بدر میں مارے گئے تھے اور فرمایا کہ ان کو گالی دینے سے ان تک تو کچھ اثر نہیں پہنچتا زندوں کو اس سے تکلیف پہنچتی ہے (رواہ ابن ابی الدنیا مرسلا" ورجالہ ثقات و مثلہ للنسائی عن ابن عباس باسناد صحیح' تخریج الاحیاء)

اور حدیث میں ہے کہ مومن طعنے دینے والا' لعنت کرنے والا' گالیاں دینے والا' فحش بکنے والا نہیں ہوتا (ترمذی باسناد صحیح عن ابن مسعود مرفوعا تخریج احیاء)

احادیث مذکورہ بالا سے ثابت ہوا کہ گالی دینا اور فحش کلام کرنا کسی کافر یا جانور کے حق میں بھی حرام ہے' مسلمان کو گالی دینا تو کس قدر گناہ ہو گا' پھر گالی دینے میں اگر کسی ایسے فعل کا اظہار ہے جو واقع میں جائز ہے' مگر اس کے اظہار سے آدمی شرماتا ہے' جیسے جماع اور اس کے متعلقات' تو یہ ایک گناہ گالی دینے کا ہے اور اگر خلاف واقعہ کسی فعل حرام کی نسبت کسی شخص یا اس کی ماں بہن یا جانور کی طرف کی گئی تو یہ دوسرا گناہ کبیرہ بہتان و افتراء کا بھی ہو جائے گا۔

افسوس ہے کہ اس بلا میں بہت سے مسلمان مبتلا ہیں' خصوصا" گاؤں والے اور جانور پالنے والے ان کی زبان سے تو کوئی بات بغیر گالی کے نکلتی ہی نہیں انہیں خبر بھی نہیں ہوتی کہ ہم نے گالی دی ہے' قدم قدم اور لحظہ لحظہ میں یہ کبیرہ گناہوں کی گٹھریاں ان کے سر پر آجاتی ہیں' اور اس غافل کو کوئی پرواہ نہیں۔

اب ذرا سوچئے کہ اس گناہ میں کونسی لذت یا دنیا کا فائدہ ہے اس کو چھوڑ دیں تو

کس کام میں فرق پڑے، مگر افسوس ہے کہ خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی اور ناراضی کی پرواہ ہی نہیں۔ والعیاذ باللہ العلی العظیم

۹۔ کسی انسان یا جانور پر لعنت کرنا

لعنت کے معنی ہیں کسی کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور یا غضب و قہر میں مبتلا یا دوزخی کہنا، کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے دور کرے یا اس پر غضب الٰہی نازل ہو، یا دوزخ میں جائے،

لعنت کے تین درجے ہیں:۔

ایک جن اعمال و خصائل پر قرآن و حدیث میں لعنت وارد ہوئی ہے ان اوصاف عام کے ساتھ لعنت کرنا جیسے لعنۃ اللہ علی الکافرین، یا لعنۃ اللہ علی الظالمین یہ صورت باتفاق جائز ہے،

دوسرے کسی مخصوص فرقہ ضالہ پر اس کے وصف ضلالت کے ساتھ لعنت کرنا، مثلاً" یہ کہنا کہ یہود و نصاریٰ پر لعنت، یا روافض و خوارج پر لعنت یا سود خوروں، شرابیوں پر لعنت وغیرہ، جس میں کسی شخص یا جماعت کی تعین خاص نہیں ہے، یہ صورت بھی باتفاق جائز ہے۔

تیسری صورت یہ ہے کہ کسی شخص خاص زید و عمر یا کسی جماعت خاص مثلاً" فلاں شہر کے رہنے والے یا فلاں قبیلہ کے لوگ یا فلاں پیشہ والے یا فلاں قوم پر لعنت یہ سخت خطرناک معاملہ ہے، اس میں بڑی احتیاط لازم ہے کیونکہ جن اعمال کی وجہ

سے کوئی شخص لعنت کا مستحق ہوتا ہے اول تو اس کی تحقیق کامل اکثر یقینی نہیں ہوتی' کہ فلاں شخص یا قوم نے وہ اعمال کئے ہیں' اکثر اس میں بدگمانی یا غلط خبروں کو دخل ہوتا ہے' اور بلا تحقیق محض گمان پر لعنت کرنا حرام ہے' دوسرے ان اعمال پر بھی لعنت کا مستحق اس وقت ہے جب یہ معلوم ہو جائے کہ اس نے توبہ نہیں کرلی' اور آئندہ مرنے کے وقت تک توبہ کرے گا بھی نہیں' اور ظاہر ہے کہ کسی شخص خاص یا قوم خاص کے متعلق یہ علم یقینی کہ اس نے توبہ نہیں کی' اور آئندہ بھی نہ کریں گے بجز وحی کے حاصل نہیں ہو سکتا' اس لئے یہ حق صرف نبی اور رسول کو حاصل ہو سکتا ہے کہ کسی خاص یا قوم خاص کے متعلق بذریعہ وحی یہ معلوم کرکے کہ فلاں گناہ عظیم میں مبتلا ہوئے' اور توبہ نہیں کی' اور آئندہ بھی نہ کریں گے' ان پر لعنت کریں' دوسرے کسی شخص کو اس کا حق حاصل نہیں' اسی لئے اکثر علماء نے یزید پر لعنت کو جائز قرار نہیں دیا (احیاء العلوم ص ۱۰۶)

الغرض منصوص فی القرآن و الحدیث کے علاوہ کسی شخص خاص یا قوم خاص پر لعنت کرنا حرام ہے'

اور حدیث میں ہے کہ جس شخص پر لعنت کی جاتی ہے اگر وہ مستحق لعنت کا نہیں ہوتا تو یہ لعنت اس کہنے والے پر لوٹتی ہے۔ (ابوداؤد' مسند احمد باسناد جید' از ترغیب)

اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے قہر و غضب یا جہنم کی لعنت یا بد دعا کسی پر نہ کرو (ابوداؤد' ترمذی عن سمرۃ بن جندب باسناد جید' از ترغیب) اور ایک حدیث میں ہے کہ مومن پر لعنت کرنا ایسا گناہ ہے جیسے اس کو قتل کردیا (بخاری و مسلم' از ترغیب)

اور لعنت کرنا جیسے مسلمان پر جائز نہیں' کسی کافر معین پر بھی جائز نہیں' بلکہ کسی جانور پر بھی نہیں'

حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ایک شخص کے ساتھ سفر میں تھے' اس نے اپنے اونٹ کو لعنت کے الفاظ کہے' آپ نے فرمایا کہ جس اونٹ پر تم لعنت کرتے ہو' اس پر ہمارے ساتھ نہ چلو'

تنبیہہ' اس بے لذت و بے فائدہ گناہ میں بھی ہزاروں مسلمان بالخصوص عورتیں مبتلا ہیں' ان کی زبان پر خدا کی مار' پھٹکار' مردود' آگ لگے' غضب آوے وغیرہ کے الفاظ ایسے چڑھے ہوئے ہیں کہ بات بات پر انہی الفاظ کی مشق ہوتی ہے' حالانکہ یہ الفاظ لعنت کے الفاظ ہیں' ان کا استعمال حرام اور کہنے والے کے لئے دین و دنیا کی بربادی کا سبب ہے' اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو اس سے بچائے' آمین۔

۱۰۔ چغل خوری و نمّامی

کسی کا عیب یا ایسا قول و فعل جس کو وہ چھپانا چاہتا ہے دوسروں پر ظاہر کرنا چغلی ہے' چغلی کھانا کبیرہ گناہ ہے' پھر اگر وہ عیب واقعی اور بات صحیح ہے' تو صرف چغلی کھانے کا گناہ ہوگا اور اگر واقعہ کے خلاف ہے یا اپنی طرف سے اس میں کچھ کمی زیادتی کی' یا بُرے عنوان' بری طرز سے نقل کیا تو افتراء و بہتان بھی ہے جو مستقل کبیرہ گناہ ہے' اور جس کی طرف سے چغلی کی گئی اگر اس کے کسی عیب کا اظہار ہے تو غیبت بھی ہے جو تیسرا گناہ کبیرہ ہے' ایک ہی بات میں تین کبیرہ گناہوں کا مرتکب

ہو جاتا ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ کے پاس ایک صاحب آئے' اور کسی شخص کی طرف سے کوئی بات نقل کی' آپ نے فرمایا کہ دیکھو یا تو ہم اس بات کی تحقیق کریں اور تم جھوٹے ثابت ہو تو اس آیت میں داخل ہو **ان جاء کم فاسق بنبا فتبینو** اور اگر تم سچے ہو تو اس آیت میں داخل ہو **ھماز مشاء بنمیم** (یعنی غیبت کرنے والا اور چغلی کھانیوالا) اور اگر چاہو تو ہم معاف کردیں' اور بات کو یہیں ختم کردیں۔

اس شخص نے عرض کیا "اے امیرالمومنین میں معافی چاہتا ہوں' آئندہ کبھی ایسا کام نہ کروں گا۔"

قرآن کریم کی بہت سی آیات میں چغلی کھانے کی مذمت و حرمت مذکور ہے۔

حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہیں بتلاتا ہوں تم میں بدترین انسان کون لوگ ہیں۔ فرمایا کہ وہ لوگ جو چغلی لے کر ادھر سے ادھر جاتے ہیں' جو دوستوں میں باہم فساد ڈلواتے ہیں اور جو بے قصور لوگوں کے عیب ڈھونڈتے ہیں۔ (احمد عن ابی مالک الاشعری از تخریج احیاء)

حدیث میں ہے کہ چغل خور جنت میں نہیں جائے گا (بخاری و مسلم)

حدیث میں ہے کہ جھوٹ منہ کالا کرنے والا ہے' اور چغلی عذاب قبر ہے' (ابویعلی' طبرانی فی الکبیر' بیہقی' از ترغیب)

احیاء العلوم میں ہے کہ جو شخص تمہارے پاس چغلی کی بات لائے' تو تم پر لازم ہے کہ چھ باتوں کا احترام کرو'

اول یہ کہ اس کی تصدیق نہ کرو کیوں کہ وہ نمام ہے' اس کی شہادت مقبول نہیں'

دوسرے یہ کہ اس کو اس فعل سے روکو' نصیحت کرو'
تیسرے یہ کہ اس کے فعل کو برا اور مبغوض سمجھو'
چوتھے یہ کہ اس کی وجہ سے اپنے بھائی غائب سے بدگمان نہ ہو'
پانچویں یہ کہ اس کے کہنے کی وجہ سے تجسس اور تلاش میں نہ پڑو کہ یہ خود گناہ ہے'

چھٹے یہ کہ اس چغلخور کا قول کسی سے نقل نہ کرو' ورنہ تم خود چغلی کھانے میں مبتلا ہو جاؤ گے۔

تنبیہہ' آپ غور کریں کہ کتنے مسلمان ہیں جو اس کبیرہ گناہ اور آفت عظیمہ سے بچتے یا بچنے کی کوشش کرتے ہیں' ہماری محفلوں اور مجلسوں کا مشغلہ ہی چغلی' عیب گیری' عیب جوئی' غیبت بہتان رہ گیا ہے اور یہ وہ گناہ کبیرہ ہے جو ہم کو بلاوجہ برباد کر رہے ہیں نہ ان میں کوئی فائدہ ہے نہ لذت ہے' نہ کوئی ہماری حاجت ان پر موقوف ہے' صرف شیطان کی تلبیس اور غفلت و بے پرواہی ہے کہ بے وجہ ہم اپنے دین و دنیا کی بربادی کی طرف چلے جا رہے ہیں۔

۱۱۔ بُرے القاب سے کسی کا ذکر کرنا

بُرے اور ناگوار القاب جو لوگوں میں مشہور ہو جاتے ہیں۔ ان کا چرچا کرنا اور کسی کو ان القاب سے پکارنا یا اس کے پیچھے ان القاب سے ذکر کرنا سخت کبیرہ گناہ ہے جیسے بہرا' گنجا' کانا وغیرہ البتہ اگر کسی کا عیب اس درجہ میں پہنچ گیا ہے کہ بغیر اس کے پہچانا

ہی نہیں جاتا' تو مجبوراً" اس کا ذکر کر دینا ضرورت کے وقت جائز ہے۔ عام طور پر اس لفظ سے ذکر و خطاب کرنا گناہ ہے' قرآن کریم میں ہے'

ولاتنابزوابالالقاب برے القاب ایک دوسرے پر نہ لگاؤ

امام نوویؒ نے کتاب الاذکار میں فرمایا ہے کہ علمائے امت اس پر متفق ہیں کہ کسی شخص کو ایسے لقب سے یاد کرنا جس کو وہ ناپسند کرتا ہو حرام ہے' خواہ اس میں اس کی ذات کا کوئی حال و وصف مذکور ہو یا اس کے ماں باپ وغیرہ کا (زواجر ۱۸ ج ۲)

یہ کبیرہ گناہ بھی انہی بے لذت گناہوں میں سے ہے جن میں نہ کوئی فائدہ ہے نہ کوئی دنیا کی حاجت اس پر موقوف ہے' مگر ہم غفلت و بے پروائی سے اپنی جانوں پر ظلم کر رہے ہیں' **نعوذباللہ**'

۱۲۔ علماء اور اولیاء اللہ کی بے ادبی

حدیث' رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ تین آدمی ہیں جن کی بے ادبی و بے توقیری صرف منافق ہی کر سکتا ہے۔ ایک بوڑھا مسلمان' دوسرے عالم' تیسرے عادل بادشاہ (الطبرانی بسند حسنہ الترمذی عن ابن امامہ' از زواجر)

حدیث' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص ہم میں سے (یعنی مسلمانوں میں سے) نہیں جو ہمارے بوڑھوں کی تعظیم نہ کرے' اور ہمارے بچوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے عالموں کی قدر نہ کرے (احمد باسناد حسن۔ از زواجر صفحہ ۷۸' ج ۱)

بخاری نے حضرت انسؓ وابی ہریرہؓ سے ایک حدیث قدسی میں روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو شخص میرے کسی ولی کی توہین کرتا ہے' اس نے گویا مجھے اعلان جنگ دے دیا' ایک اور روایت میں ہے کہ میں اس کو اعلان جنگ دے دیتا ہوں۔ (از زواجر)

علماء و اولیاء کی بے ادبی کو بہت سے حضرات نے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے۔ کذافی الزواجر) اور زرکشی شارح بخاری نے حدیث مذکور کی شرح میں فرمایا ہے کہ'

"اس حدیث میں غور کرو کہ علماء اور اولیاء کی بے ادبی کی سزا سود خوار کے برابر کردی گئی ہے' کیونکہ سود خور کے متعلق قرآن میں ارشاد ہے' **فاذنو بحرب من اللہ ورسولہ** یعنی سود کھانے والے اللہ اور رسول کی جنگ کے لئے تیار ہو جائیں۔"

اور حافظ حدیث امام بن عساکر نے فرمایا ہے۔

"اے عزیز اللہ تعالیٰ تمہیں اور ہمیں توفیق کامل عطا فرمائیں' اور صراط مستقیم کی ہدایت کریں' خوب سمجھ لو کہ علماء کے گوشت زہر آلود ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی یہ عادت معلوم و مشہور ہے کہ علماء کی تنقیص و توہین کرنے والوں کو رسوا و فضیحت کردیتے ہیں' اور جو شخص علماء پر عیب گیری کرتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کو مرنے سے پہلے دل کی موت میں مبتلا کردیتے ہیں۔

علماء کے گوشت زہر آلود ہونے سے اشارہ اس طرف ہے کہ کسی کی غیبت کرنے کو قرآن کریم میں اس کا گوشت کھانا قرار دیا ہے' تو جو شخص علماء کی غیبت کرتا ہے وہ گویا ان کا گوشت کھاتا ہے۔ مگر ان کا گوشت زہر آلود ہے جو شخص اس کو کھائے گا اس کا دین تباہ ہو جائے گا اور دل کی موت سے مراد یہ ہے کہ اس میں نیکی بدی بھلائی برائی کا

احساس نہ رہے، نیکی کو برا اور بدی کو اچھا سمجھنے لگے۔ والعیاذ باللہ العلی العظیم،

غیبت و تحقیر کسی شخص کی بھی جائز نہیں، مگر جو شخص علماء کے ساتھ ایسا معاملہ کرے وہ سخت غضب الٰہی کا مورد بنتا ہے، علماء نے لکھا ہے کہ ایسے شخص کا خاتمہ خراب ہونے کا اندیشہ ہے۔

تنبیہہ :- غور کرو کہ آج کل کتنے مسلمان ہیں جو اس بے لذت و بے فائدہ گناہ کبیرہ میں مبتلا ہو کر اپنا دین و دنیا تباہ و برباد کر رہے ہیں۔ اور بے فکری کے ساتھ اپنے آپ کو خدا تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غضب و غصہ کا مورد بنا رہے ہیں اور اس معاملہ میں ایسی عام غفلت و بے پروائی ہے کہ ساری برائیاں بلا تحقیق کے علماء کی طرف منسوب کی جاتی ہے۔ "طویلہ کی بلا بندر کے سر" کسی کی خطا کسی کا گناہ، طعنہ مولوی پر، اور کسی پر اعتراض ہو یا نہ ہو علماء پر ضرور ہو، پھر اس وقت امت پر ایک بھاری عذاب پارٹی بندی کا مسلط ہو گیا ہے۔ ہر پارٹی کے لوگ تعظیم و تکریم کی ساری آیتیں، حدیثیں صرف اپنی پارٹی کے علماء کے لئے خاص سمجھتے ہیں۔ دوسرے علماء پر جتنی چاہیں زبان درازی کریں، کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔

اس میں شبہ نہیں کہ آج کل دینی امور کا انتظام صحیح نہ ہونے کے سبب اور کچھ عوام کی دین سے لاپرواہی و سہل انگاری کے سبب بہت سے لوگ جو در حقیقت علماء نہیں علماء میں شمار ہونے لگے، عوام کا تو یہ حال ہو گیا کہ جس کے چہرے پر ڈاڑھی اور نیچا کرتہ دیکھا اسے مولانا کا لقب دے دیا اور جو کسی تحریک میں جیل خانہ چلا گیا۔ یا کسی جلسہ میں کھڑا ہو کر بولنے لگا، تو وہ بھاری علامہ اور رجسٹرڈ مولانا ہو گئے۔

پھر ایسے لوگوں سے جو حرکات ناشائستہ صادر ہوئے تو لگے علماء پر غصہ اتارنے خود

ہی تو بلا کسی تحقیق و تجربہ کے کسی راستہ چلتے کو اپنا امام و مقتدا بنالیا اور انہیں مولانا کہنے لگے' پھر خود ہی ان کے افعال کو تمام علماء کے افعال قرار دے کر علماء پر سب و شتم اور لعن طعن کر کے اپنا دین و دنیا تباہ کیا۔

عوام کی اس بے احتیاطی نے بہت سی بربادیاں پیدا کیں' اول تو جن لوگوں کو بلا کسی سند و تحقیق کے اپنا مقتدا بنایا' اگر وہ فی الواقعہ عالم نہیں تو ہر قدم پر خود بھی گمراہ ہوں گے' دوسروں کو بھی گمراہی میں ڈالیں گے' پھر جب لوگ ان کی گمراہی و بداعمالیوں پر متنبہ ہو کر بدگمان ہوں گے' تو یہ بدگمانی انکے ساتھ مخصوص نہ رہے گی' وہ سب علماء سے بدگمان ہو جائیں گے' جس کا نتیجہ دین کی تباہی اور دنیا کی بربادی ہے'

اس لئے ضروری ہے کہ اول تو کسی کو مولوی' مولانا' عالم کہنے اور سمجھنے میں جلدی نہ کریں' اور جب تحقیق کر کے کسی شخص کے متعلق اہل علم و دیانت سے اس کے عالم ہونے کی تصدیق ہو جاوے تو پھر اس پر اعتراض کرنے' اس کو برا کہنے میں جلدی نہ کریں بلکہ اس کی کھلی برائی بھی دیکھیں تو اس برے فعل تو کو ضرور برا سمجھیں' مگر اس شخص کو برا نہ کہیں کہ شاید وہ کسی وجہ سے معذور ہو عوام کے دین کی حفاظت اسی میں ہے' واللہ المستعان و بیدہ التوفیق

۱۳۔ آیات واحادیث اور اللہ کے نام کی بے ادبی کرنا

اس کا گناہ ہونا تو ظاہر ہے اور معلوم و مشہور ہے لیکن آج کل کتابت و طباعت کی

کثرت اور بالخصوص اخبارات ورسائل کی بھرمار کے سبب یہ گناہ ایسا عام ہوگیا کہ کوئی گھر کوئی گلی کوچہ، کوئی مسلمان اس سے خالی نہ رہا، جگہ جگہ کاغذ بکھرے نظر آتے ہیں جن میں اللہ کا نام یا آیات واحادیث یا مسائل فقہیہ ہوتے ہیں، جن کی تعظیم واجب اور بے ادبی گناہ ہے خصوصاً قرآن مجید اور سیپاروں کے بوسیدہ اوراق عموماً لوگ مسجد کے طاقوں وغیرہ میں رکھ دیتے ہیں، اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہم اس کے حق سے فارغ ہوگئے، حالانکہ وہ ان طاقوں سے بذریعہ ہوا اڑ کر گلی کوچوں میں پہنچتے ہیں، اور اس ساری بے ادبی کا گناہ رکھنے والے کو ہوتا ہے۔

ایسے قرآن مجید یا کتب دینیہ جو بوسیدہ ودریدہ ہوکر قابل انتفاع نہ رہیں، ان کے لئے یہ حکم ہے کہ کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر کسی محفوظ زمین میں دفن کردیا جائے یا کہیں تعمیر ہوتی ہو تو بنیادوں میں طاق بنا کر رکھ دیا جائے۔

اور جس طرح ایسے اوراق کو بے ادبی کی جگہ ڈالنا گناہ ہے، اسی طرح ایسے اخبار و رسائل جن کے متعلق عادت غالبہ سے یہ معلوم ہے کہ وہ ردی میں ڈالے جائیں گے۔ آیات قرآنی یا حدیث وغیرہ میں ان کا لکھنا بھی جائز نہیں اگر ان اخبارات کی بے ادبی ہوئی تو اس کا گناہ جیسے بے ادبی کرنے والوں کو ہوگا، ایسے ہی اس کے لکھنے اور چھاپنے والوں کو بھی ہوگا۔

بلکہ ایسے اخبارات میں اگر کوئی مضمون اس قسم کا لکھنا ہے تو اصل عبارت کے بجائے ترجمہ لکھنے پر اکتفا کریں۔ اگرچہ ترجمہ بھی قابل تعظیم وادب ہے اور اس کی بے ادبی بھی بری ہے۔ مگر پھر بھی کچھ فرق ہے۔

اسی طرح عام خطوط میں بھی آیات واحادیث نہیں لکھنا چاہئے کہ وہ بھی عموماً

ردی میں ڈال دیئے جاتے ہیں۔ اور شاید اسی لئے اکابر سے یہ طریقہ منقول ہے کہ خطوط میں بجائے بسم اللہ کے اس کا عدد(۷۸۶) لکھتے ہیں' اور بجائے اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کرنے کے "بفضلہ تعالیٰ" لکھتے ہیں۔

مسئلہ :۔ جس کاغذ پر قرآن کی کوئی آیت یا حدیث یا مسائل شرعیہ لکھے ہوئے ہوں اس میں کسی چیز کو لپیٹنا' پیکنگ کرنا بھی برا ہے(عالمگیری' در مختار)

مسئلہ :۔ ایسے کاغذات کی طرف پاؤں پھیلانا بھی گناہ ہے(عالمگیری)

مسئلہ :۔ سادہ کاغذ بھی قابل ادب ہے' اس کو استنجا وغیرہ میں استعمال کرنا جیسے انگریزی رواج ہے۔ یہ بھی جائز نہیں۔

تنبیہہ :۔ ہزاروں مسلمان آج ان بے لذت و بے فائدہ گناہوں میں مبتلا ہیں اور یہ ایسے گناہ ہیں کہ جن سے آخرت کی سزا کو تو خطرہ ہے ہی' ان کا وبال دنیا میں بھی عموماً آفات اور بلاؤں' قحط و گرانی کی صورتوں میں ظاہر ہوتا ہے' جن میں آج کل ساری دنیا مبتلا ہے' مگر افسوس کہ ان کے ازالہ کے اصلی اسباب کی طرف کسی کی توجہ نہیں۔ واللہ المستعان وعلیہ التکلان۔

۱۴۔ لوگوں کے راستہ یا بیٹھنے لیٹنے کی جگہ میں نجاست غلاظت ڈالنا

حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے مسلمانوں کو

ان کے راستہ میں ایذا پہنچائی اس پر مسلمانوں کی لعنت ثابت ہوگئی (الطبرانی بسند حسن)

حدیث تین لعنت کی چیزوں سے بچو' صحابہ کرام نے عرض کیا وہ تین لعنت کی چیزیں کیا ہیں' فرمایا پانی کے گھاٹ' یا راستہ' یا سایہ کی جگہ میں (جہاں لوگ لیٹتے بیٹھتے ہوں (پیشاب) پاخانہ کرنا (مسند احمد)

تنبیہہ حدیث دوم سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ گناہ وہ صرف پیشاب پاخانہ کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ ہر وہ چیز جس سے لوگوں کو ایذا پہنچے' اس میں داخل ہے' تھوک' سینک اور گھن و نفرت کی چیزیں ایسی جگہوں میں ڈالنا' گنا' سنترہ' کیلا کھا کر اس کے چھلکے راستہ یا بیٹھنے کی جگہ میں بکھیر دینا یہ سب اسی میں داخل ہے' افسوس کہ کوئی مسلمان اس کو گناہ نہیں سمجھتا' ریل میں' پلیٹ فارم پر مسافر خانوں میں' جہاں دیکھو اس کی خلاف ورزی عادت بن گئی ہے۔ واللہ الموفق والمعین۔

۱۵۔ پیشاب کی چھینٹوں اور قطرات سے نہ بچنا

حدیث' اکثر عذاب قبر پیشاب کی چھینٹوں سے نہ بچنے کی وجہ سے ہوتا ہے اس لئے پیشاب کی چھینٹوں سے بہت احتیاط کرو (زواجر ص ۱۰۲)

شریعت میں اسی لئے پیشاب پاخانہ کے بعد اول ڈھیلے سے استنجا مسنون کیا گیا۔ پھر پانی سے دھونا مقرر کیا گیا۔ تاکہ پیشاب کے قطرات جو بعد میں عموماً" گرتے ہیں ان

کے منقطع ہو جانے کا اطمینان ہو جائے اور پیشاب پاخانہ کے بقیہ اجزا سے بدن کی پوری صفائی حاصل ہو جائے اسی سے بچنے کے لئے مسنون کیا گیا کہ:-

۱۔ پیشاب کے لئے بیٹھے تو اونچی جگہ پر بیٹھے

۲۔ ایسی زمین پر کرے جہاں سے چھینٹا اڑ کر بدن اور کپڑوں کو آلودہ نہ کرے'

۳۔ جس طرف سے ہوا آ رہی ہو اس طرف رخ کر کے پیشاب نہ کرے کہ ہوا سے چھینٹا لوٹ کر اس طرف آئے گا۔

لیکن افسوس یہ کہ یورپین تمدن و معاشرت کے دل دادہ ان سب چیزوں سے بالکل غافل اور بے پروائی سے اس گناہ شدید میں مبتلا ہیں' پیشاب پاخانہ کے لئے جو بہترین صورت ہمارے بلاد میں رائج ہے اسے چھوڑ کر پاٹ میں استنجا و پیشاب کی رسم پڑ گئی جس سے کپڑوں اور بدن کا محفوظ رہنا سخت مشکل ہے پھر ڈھیلے سے استنجاء کو تہذیب کے خلاف سمجھ لیا گیا انا للّٰہ و انا الیہ راجعون محض اس فیشن کی بدولت اس شدید گناہ اور عذاب قبر کو خریدا جاتا ہے۔ نعوذ باللہ'

۱۴۔ بے ضرورت ستر کھولنا

حدیث میں ہے کہ ناف سے گھٹنوں تک مرد کا ستر ہے (حاکم)

حدیث میں ہے کہ اپنے ستر کو چھپاؤ' مگر اپنی زوجہ یا کنیز سے' بعض صحابہ نے عرض کیا کہ اگر کوئی شخص خالی مکان میں تنہا ہو' فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کے زیادہ مستحق ہیں کہ ان سے حیا کی جائے (ابوداؤد' ترمذی' ابن ماجہ' نسائی' احمد' حاکم' و بیہقی وغیرہ)

نیز حدیث میں ہے کہ ہمیں اس سے منع کیا گیا ہے کہ ہمارا ستر دیکھا جاوے'
(حاکم' از زواجر ص ۱۴۳ ج ا)

تنبیہہ ' آج کل نئے فیشنوں نے نہ صرف مردوں کو بلکہ عورتوں کو بھی نیم برہنہ کردیا ہے مردوں نے انگریزی لنگوٹہ کا نام نیکر رکھ کر پہننا فخر سمجھ لیا' آدھی رانوں تک کھلے ہوئے ماں بیٹیوں کے سامنے اور عام مردوں اور عورتوں کے سامنے پھرتے ہیں' کوئی پرواہ نہیں ہوتی کہ اس میں ہمارے مالک کی ناراضی' اور کبیرہ گناہ ہے' عورتوں نے ایسے لباس اختیار کرلئے کہ اول تو ان میں بہت سے اعضاء' ستر گردن' بازو' سینہ تک کھلا ہی رہتا ہے اور جو اعضاء ڈھکے ہوئے بھی ہیں ان پر بھی لباس ایسا چست پہنا جاتا ہے کہ بدن کی ہیئت نظر آتی ہے وہ بھی کھولنے ہی کے حکم میں ہے۔

علماء نے فرمایا ہے کہ سب سے پہلا فرض جو مسلمان پر عائد ہوتا ہے وہ ستر چھپانا ہے جو صرف نماز میں نہیں بلکہ عام حالات میں یہاں تک کہ تنہائی و خلوت میں بھی باستثناء مواضع ضرورت ضروری ہے' مگر کچھ لوگوں نے مغربی فیشن کی رو میں بہہ کر اس فرض کو نظرانداز کردیا اور کچھ لوگ جو مزدور پیشہ یا زراعت پیشہ ہیں' انہوں نے دھوتی وغیرہ کی رسم اختیار کرلی جس میں ستر کھل جاتا ہے' اور یہ سب کبیرہ گناہوں کا ذخیرہ محض بے فائدہ ہے کہ دنیا کی کوئی حاجت و ضرورت اور لذت اس پر موقوف نہیں'
واللہ یھدی من یشاء الی سواء السبیل'

۱۷۔ پاجامہ' تہبند وغیرہ ٹخنوں سے نیچا پہننا'

حدیث' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو حصہ تہبند (پاجامہ) کا

ٹخنوں سے نیچے ہو وہ جہنم میں ہے (بخاری)

اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' میرا تہبند کچھ ٹخنوں سے نیچے لٹک رہا تھا' آپ نے فرمایا' یہ کون ہے' میں نے عرض کیا' عبداللہ بن عمرؓ آپ نے فرمایا اگر تم عبداللہ ہو تو اپنا تہبند اونچا کرو' میں نے اونچا کرلیا یہاں تک کہ نصف پنڈلی تک آگیا' پھر میں نے اپنا یہی دستور العمل رکھا' (احمد۔ بسند رواتہ ثقات' اززواجر)

حدیث' قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف نظر نہ فرمائیں گے۔ جو اپنے کپڑے کو فخر و تکبر کے ساتھ کھینچے اور دراز کرے (بخاری و مسلم)

حدیث' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین آدمی ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کلام نہ فرمائیں گے اور ان کی طرف نظر نہ کریں گے' اور نہ ان کو پاک کریں گے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

راوی حدیث کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی کلمات تین مرتبہ دہرائے' تو حضرت ابوذر غفاریؓ بول اٹھے کہ یہ لوگ تو بڑے خائب و خاسر' تباہ و برباد ہوگئے آخر وہ کون ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ٹخنوں سے نیچے پاجامہ تہبند وغیرہ لٹکائے اور جو شخص نیکی یا احسان کر کے جتلائے اور جو شخص جھوٹی قسم کھا کر اپنا سامان فروخت کردے (ابوداؤد' نسائی' ترمذی' ابن ماجہ' اززواجر)

اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تہبند اور پاجامہ کے بارے میں جو کچھ ارشاد فرمایا وہی حکم کرتہ اور عباء وغیرہ کا بھی ہے کہ (ٹخنوں سے نیچے لٹکانا ان کا بھی گناہ ہے (ابوداؤد اززواجر)

مسئلہ' جو شخص فخر و تکبر سے اپنے تہبند یا پاجامہ وغیرہ کو ٹخنوں سے نیچا رکھتا ہے وہ باتفاق سخت گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے جو بلا خیال فخر و تکبر کے ویسے ہی عادت پڑ گئی ہے جب بھی گناہ سے خالی نہیں' (عالمگیری' اشباہ وغیرہ) ہاں کسی شخص کا تہبند یا پاجامہ بے اختیار کسی وقت لٹک جائے وہ اس میں داخل نہیں' جیسے حضرت صدیق اکبرؓ کو پیش آیا' اور انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا آپ نے ان کو معذور قرار دیا'

تنبیہہ' کتنی ذرا سی بات ہے جس کے لئے سید الاولین و آخرین اپنی امت کو سخت تاکید فرماتے ہیں' مگر امت ہے کہ اپنی اتنی سی بے فائدہ اور لغو خواہش کو اللہ تعالٰی اور اس کے رسولؐ کو راضی کرنے کے لئے نہیں چھوڑتی اور ایسا گناہ سر پر لینے کو تیار ہے جو خاص رحمت و مغفرت کے اوقات میں بھی معاف نہیں کیا جاتا' جیسا کہ حدیث میں ہے کہ شب برات یعنی نصف شعبان کی رات میں اتنے گناہگاروں کی مغفرت ہوتی ہے جتنے قبیلے بنی بکر کی بھیڑوں کے بال' قبیلہ بنی بکر کا نام خاص طور سے اس لئے ذکر کیا کہ اس قبیلہ کے ہر شخص کے پاس بکریوں' بھیڑوں کے بہت بہت گلے تھے۔ آپ اندازہ لگائیں ایک بھیڑ کے بال کتنے اور پھر ایک گلے کے کتنے اور پھر سینکڑوں گلوں کی بھیڑوں کے بال کتنے ہوں گے لیکن اس حدیث میں ہے کہ ایسی رحمت و مغفرت عامہ کے وقت بھی چند بد نصیب مغفرت سے محروم رہیں گے ان میں ایک وہ بھی ہے جو فخر و تکبر سے اپنا پاجامہ ٹخنوں سے نیچا رکھتا ہے۔ اللہ تعالٰی مسلمانوں کو اس بلائے عظیم اور وبائے عام سے بچائے' آمین'

۱۸۔ صدقہ دے کر احسان جتلانا

اللہ تعالیٰ سبحانہ نے فرمایا ہے **لا تبطلو صدقاتکم بالمن والاذی** یعنی اپنے صدقات کو احسان جتلا کر اور فقراء کو تکلیف پہنچا کر باطل نہ کرو'

اور دوسری آیت میں ارشاد ہے **الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ ثم لایتبعون ماانفقو منا ولااذی الایہ** یعنی اجر و ثواب ان لوگوں کے لئے ہے جو اللہ کے راستہ میں خرچ کریں پھر اس کے پیچھے احسان جتلانا اور تکلیف پہنچانا نہ ہو'

دوسری آیت سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ احسان جتلانے کی ممانعت صرف صدقات کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ جو کچھ بھی عبادت و طاعت اور نیکی کی راہ میں خرچ کیا جائے خواہ اپنے ہی نفس پر یا بیوی بچوں پر یا اعزاء و اقارب پر' ان سب کا یہی حکم ہے کہ احسان جتلانے سے اس خرچ کرنے کا ثواب باطل ہو جاتا ہے'

اور کسی ایسے آدمی کے سامنے اپنے احسان یا صدقہ کا ذکر کرنا جس کے سامنے ذکر کرنے کو وہ شخص پسند نہیں کرتا' جس پر احسان کیا گیا ہے یہ بھی **مناولااذی** میں داخل ہے (زواجر ص ۱۵۳ ج ۱)

اس لئے علماء نے فرمایا ہے کہ ہدیہ یا صدقہ دے کر اس کے ساتھ دعا کی درخواست کرنا بلکہ دعا کی طمع رکھنا بھی مناسب نہیں' کیونکہ یہ بھی اپنے احسان کا ایک معاوضہ لینا ہے جس سے ثواب باطل ہو جانے کا خطرہ ہے (زواجر)

حدیث مذکور جو (نمبر ۱۷) میں گزری ہے اس کی وعید شدید میں احسان جتلانے والا بھی داخل ہے' اسی لئے بہت سے علماء نے اس کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے (زواجر) اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس گناہ بے لذت و بے فائدہ سے محفوظ رکھے' آمین'

۱۹۔ کسی جاندار کو آگ میں جلانا

حدیث' حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چیونٹیوں کے ایک بل کو دیکھا جس میں ہم نے آگ لگادی تھی' آپ نے دریافت فرمایا' اس کو کس نے جلایا ہے عرض کیا گیا یا رسول اللہ ہم نے' آپؐ نے فرمایا کہ آگ سے عذاب دینا صرف آگ کے خالق (اللہ تعالیٰ) کا حق ہے اس کے سوا کسی کو حق نہیں۔(زواجر)

اور صحیح بخاری کی حدیث میں ہے کہ آگ کے ساتھ سزا دینے کا سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو حق نہیں۔

احادیث مذکورہ سے معلوم ہوا کہ جاندار خواہ انسان ہو یا چوپایہ' یا کوئی جانور خواہ حلال ہو جیسے اکثر پرندے' یا حرام ہو' جیسے چوہا' بلی' کتا وغیرہ' ان میں سے کسی کو آگ میں جلانا جائز نہیں' یہاں تک کہ سانپ بچھو' تتے کا بھی یہی حکم ہے اور کھٹمل کو گرم پانی سے جلانے کا بھی یہی حکم ہے اور علماء نے جاندار چیز کو آگ میں جلانے کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے' (کذا فی الزواجر)

البتہ اگر کسی موذی جانور سانپ' بچھو' تتے وغیرہ کی ایذا سے بچنے کا کوئی اور طریقہ ممکن نہ ہو تو مجبوری جلانے کی اجازت ہے (کذا قالہ الزرکشی وغیرہ از زواجر)

۲۰- نابینا کو راستہ غلط بتا دینا

حدیث' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص پر لعنت فرمائی ہے جو کسی نابینا کو راستہ سے گم راہ کردے (غلط راستہ پر ڈال دے) زواجر میں اس کو بھی کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے۔

تنبیہہ' کسی ناواقف شخص کو غلط راستہ بتا کر پریشان کرنا' جیسے بعض لوگ دل لگی کیا کرتے ہیں' یہ بھی بعید نہیں کہ اس گناہ میں شامل ہو۔

۲۱- بیوی کو شوہر کے یا نوکر کو آقا کے خلاف ابھارنا

حدیث' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی کی بیوی کو اس کے خلاف یا نوکر کو آقا کے خلاف پر آمادہ کرے (یعنی بیوی یا غلام یا نوکر کے دل میں مخالفت و عداوت کے جذبات پیدا کرے' یا ان کو تقویت پہنچائے) وہ ہم میں سے نہیں' (رواہ احمد بسند صحیح والبزار وابن حبان فی صحیحہ عن بریدہ)

اسی طرح کسی عورت کے شوہر کو اپنی بیوی سے ناراض کرنا اور اس کے دل میں بغض پیدا کرنا بھی اسی کے حکم میں داخل ہے (زواجر) اس کو بھی علماء نے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے اور حدیث میں اس کام کو شیطان کا سب سے بڑا کارنامہ بتلایا گیا ہے (مسلم)

تنبیہہ: آج کل عام عادت ہو گئی ہے کہ کسی کی بیوی یا نوکر کو ذرا اس کے شوہر یا آقا سے شکایت ہوئی' تو سننے والے بجائے اس کے کہ دل سے شکایت کو دور کرنے اور اس کو اپنے شوہر و آقا سے نیک گمان قائم رکھنے کی کوشش کرتے' اور طرح طرح سے اس کے بغض و نفرت کو بڑھاتے ہیں۔ اسی کو اس عورت یا نوکر کی ہمدردی و دوستی سمجھا جاتا ہے' ہاں ہمدردی و دوستی اس میں ہے کہ ان کو تو یہ سمجھایا جائے کہ اس کو کوئی عذر تھا وہ مجبور تھا' اور دیکھو اگر تمہیں اس سے ایک تکلیف پہنچی تو ہزاروں راحتیں بھی تو پہنچی ہیں۔ ان کا خیال کر کے اس تکلیف کو نظر انداز کرو اور شوہر و آقا کو کسی نرم عنوان سے ایسے طریقہ پر سمجھائے کہ اس کو کوئی بدگمانی کہنے والے پر یا بیوی و نوکر پر پیدا نہ ہو' علی ہذا شوہر کو بیوی سے شکایت ہو تو اس کے دل سے اتارنے اور نفرت و بغض کم کرنے کی تدبیر کریں اور بیوی کو کسی مناسب عنوان سے اطاعت و موافقت کی تلقین کریں'

۲۲۔ جھوٹی گواہی

حدیث' حضرت ابو بکرؓ فرماتے ہیں کہ ہم ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں تمہیں تین اکبر کبائر (یعنی کبیرہ گناہوں میں بھی بہت بڑے گناہ) بتلاتا ہوں' اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا' والدین کی نافرمانی کرنا' اس ارشاد کے وقت آپ تکیہ لگائے ہوئے تھے' اس جملہ پر پہنچ کر آپ بیٹھ گئے' اور فرمایا (تیسرا گناہ) جھوٹا قول اور جھوٹی شہادت ہے پھر اس جملے کو

بار بار فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ ہم (دل میں) کہنے لگے کہ کاش آپ اب سکوت فرمالیں (بخاری و مسلم)

حدیث' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جھوٹی شہادت تین مرتبہ شرک کے برابر ہے۔ (ابوداؤد' ترمذی' ابن ماجہ)

حدیث' جو شخص کسی مسلمان پر ایسی شہادت دے جس کا وہ اہل نہیں اس کو چاہئے کہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں سمجھ لے' (مسند احمد ۔بسند رواہ ثقات)

تنبیہہ' اس زمانے میں جھوٹ اور جھوٹی شہادت ایسی وباء عام کی طرح پھیل گئی ہے کہ عوام تو عوام خواص کو بھی اس سے بچنا مشکل ہوگیا ہے۔ بہت سے تو مستقل پیشے اور کارخانے ایسے ہیں جن کی بنیاد ہی جھوٹ اور جھوٹی شہادتوں پر ہے۔ اس کے علاوہ بہت سے کام ایسے ہیں۔ جن کو عموماً لوگ شہادت اور گواہی نہیں سمجھتے' اس لئے بے دھڑک ان میں مبتلا ہوتے ہیں' مثلاً "ڈاکٹری سرٹیفیکٹ بیماری وغیرہ کا یہ ایک شہادت ہے اس میں خلاف واقعہ لکھنا جھوٹی شہادت ہے۔

مدرسوں' اسکولوں' کالجوں کے پرچوں پر نمبر لگانا ایک شہادت ہے اس میں کسی کو انداز سے بڑھانا یا گھٹانا جھوٹی شہادت ہے' مدارس اور کالجوں کی سند و سرٹیفیکٹ میں جو الفاظ کسی طالب علم کے متعلق لکھے جاتے ہیں اگر وہ واقعہ کے خلاف ہیں تو یہ ایک جھوٹی شہادت ہے۔ جس پر دستخط کرنے میں علماء صلحاء تک مبتلا ہیں۔

آج کل کنٹرول اور راشن کے معاملات میں جن مجسٹریٹوں یا اہل محلّہ کی سفارش پر عمل کیا جاتا ہے' وہ ایک شہادت ہے اس میں خلاف واقعہ لکھنا جھوٹی گواہی ہے' میونسپل بورڈ کے ممبروں کے پاس جو جانور ذبح کرنے کے لئے صحت وغیرہ کی تصدیق

کے لئے لائے جاتے ہیں۔ ان میں مرے گرے بیمار جانوروں کو پاس کرنا بھی جھوٹی شہادت ہے ان رسیدوں' بیعناموں پر دستخط کرنا جن کا معاملہ دستخط کرنے والوں کے سامنے نہیں ہوا یہ بھی جھوٹی شہادت ہے۔ اسی طرح رات دن کے کاروبار میں ہزاروں مثالیں ہیں جو شہادت کاذبہ میں داخل اور گناہ کبیرہ اور وعید شدید کی مورد ہیں مگر ہم ہیں کہ شیر مادر کی طرح سب کو حلال جان کر بے فکری سے ان میں مبتلا ہیں۔

ان میں سے کچھ شہادتیں تو شاید ایسی ہوں جن میں انسان کسی اپنی دنیوی غرض و مجبوری سے مبتلا ہوتا ہے لیکن بکثرت وہ بھی محض گناہ بے لذت اور وبال بے فائدہ ہیں جن میں محض لاابالی اور بے فکری و غفلت سے مبتلا ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان بلاؤں سے بچنے کی توفیق کامل بخشیں' آمین

۲۳۔ غیر اللہ کی قسم کھانا'

حدیث' جس شخص نے غیر اللہ کی قسم کھائی' اس نے کفر و شرک کا کام کیا' (الترمذی عن ابن عمر' جمع الفوائد)

حدیث' اللہ تعالیٰ اس سے منع فرماتے ہیں کہ تم اپنے باپ (یا بیٹے) کی قسم کھاؤ (رواہ الستہ الامالکا و جمع الفوائد)

حدیث' جس شخص نے قسم کھائی کہ اگر فلاں بات اس طرح نہ ہو تو میں اسلام سے خارج ہوں تو اگر اس نے جھوٹ بولا ہے تو ویسا ہی ہو گیا' جیسا اس نے کہا (یعنی خارج از اسلام) اور اگر سچا بھی ہے جب بھی اسلام کی طرف صحیح سالم نہ لوٹے گا

(نسائی ابوداؤد)

حدیث کے ظاہری الفاظ سے مستفاد ہوتا ہے کہ ان گناہوں کا ارتکاب کرنے والا کافر ہو جاتا ہے لیکن علماء نے دوسری روایات کی بناء پر اس کا مطلب یہ قرار دیا ہے کہ یہ شخص کفر کے قریب پہنچ جاتا ہے گو اس پر فتویٰ کفر کا نہ دیا جائے اور معاملہ کفار کا سا نہ کیا جائے 'نعوذ باللہ منہ

۲۴۔ جھوٹ بولنا یا جھوٹی قسم کھانا

حدیث حضرت صدیق اکبرؓ فرماتے ہیں کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے تو آپ پر گریہ طاری ہو گیا' پھر فرمایا کہ جھوٹ بولنے سے بچو۔ کہ جھوٹ اور فجور ساتھ ہیں اور یہ دونوں جہنم میں ہیں۔ (ابن ماجہ' نسائی فی الیوم واللیلہ تخریج الاحیاء)

حدیث جھوٹ رزق کو کم کر دیتا ہے۔ (ابوالشیخ عن ابی ہریرۃ اسنادہٗ ضعیف تخریج الاحیاء)

حدیث تین شخص ہیں جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مبغوض ہیں ایک تاجر و سوداگر جو بکثرت قسمیں کھائے' دوسرے مفلس متکبر' تیسرے بخیل احسان جتانے والا۔

حدیث 'بربادی ہے اس شخص کے لئے جو لوگوں کو ہنسانے کے لئے جھوٹ بولے' بربادی ہے اس کے لئے بربادی ہے اس کے لئے۔ (ابوداؤد ترمذی وحسنہ و النسائی فی الکبریٰ' تخریج الاحیاء)

حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا۔(انبیا کا خواب بھی وحی کے حکم میں ہوتا ہے۔) کہ گویا ایک شخص میرے پاس آیا اور مجھ سے کہا چلئے میں ساتھ چلا تو راستہ میں دیکھا کہ دو آدمی ہیں ایک کھڑا ہے' ایک بیٹھا ہے۔ کھڑے ہوئے کے ہاتھ میں ایک لوہے کا آنکڑا (مڑی ہوئی درانتی) ہے جس کو وہ بیٹھے ہوئے آدمی کے منہ میں داخل کرتا ہے۔ پھر کھینچتا ہے یہاں تک کے اس کی باچھ چرتی ہوئی چلی آتی ہے۔) گردن تک پہنچ جاتی ہے' پھر اس کو نکال لیتا ہے اور منہ کی دوسری جانب داخل کرتا اور کھینچتا ہے (جس سے دوسری باچھ تمام چر جاتی ہے) اور اتنے عرصہ میں پہلی باچھ پھر اپنی حالت پر آجاتی ہے' پھر اس میں یہ درانتی ڈالتا اور اس کو چیرتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ساتھی سے پوچھا یہ کیا معاملہ ہے' اس نے بتلایا کہ یہ شخص جھوٹ بولنے والا ہے' قبر میں اس کو عذاب دیا جارہا ہے اور اسی طرح قیامت تک عذاب دیا جائے گا۔ (بخاری فی حدیث طویل عن سمرہ بن جندب' تخریج الاحیاء)

حدیث' عبداللہ بن جرادؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ کیا مومن سے یہ ممکن ہے کہ زنا میں مبتلا ہوجائے۔ فرمایا۔ ہاں' کبھی ایسا بھی ہوجاتا ہے پھر میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ کیا مومن جھوٹ بول سکتا ہے۔ فرمایا نہیں۔ پھر یہ آیت پڑھی **انما یفتر الکذب الذین لا یومنون بآیات اللہ** (جھوٹ افتراء وہی لوگ بولتے ہیں جو اللہ کی آیات پر ایمان نہیں رکھتے)

حدیث' عبداللہ بن عامرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک

روز ہمارے گھر تشریف لائے' میں چھوٹا بچہ تھا کھیل کے لئے جانے لگا میری ماں نے کہا اے عبداللہ ہم تمہیں ایک چیز دیں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے کیا چیز دینے کا ارادہ کیا ہے۔ ماں نے کہا کہ چھوارہ' آپؐ نے فرمایا' اگر تم ایسا نہ کرتیں تو تم پر جھوٹ بولنے کا گناہ لکھا جاتا۔ (ابوداؤد' تخریج الاحیاء)

مذکورہ بالا روایات حدیث میں جتنی سخت وعیدیں اور عذاب جھوٹ بولنے پر وارد ہوا ہے اور اس گناہ کو ایمان اور اسلام کے خلاف قرار دیا ہے' افسوس اتنا ہی زیادہ اس میں ابتلا ہو گیا اور جھوٹ کی کثرت اتنی ہوئی کہ ہر عام و خاص اس میں گھر گیا۔ یہاں تک کہ اس کی برائی بھی لوگوں کے قلوب سے نکل گئی۔ صاف و صریح جھوٹ بولتے ہیں اور پھر فخریہ بیان کیا جاتا ہے کہ ہم نے اس طرح جھوٹ بول کر کام نکال لیا۔

اور کسی دنیوی طمع یا خوف میں مبتلا ہو جائے تو ایک بات بھی ہے مگر زیادہ افسوس اس کا ہے کہ ہزاروں جھوٹ ایسے بولے جاتے ہیں' جو محض گناہ بے لذت و بے فائدہ ہیں' نہ ان سے کوئی ضرورت و حاجت متعلق ہے' نہ ان کے چھوڑنے اور سچ بولنے سے کوئی ادنیٰ ضرر ہے' مگر بعض لوگوں کو تو عادت پڑ گئی ہے' انہیں یہ امتیاز نہیں رہا کہ ہم نے فلاں کلمہ جو زبان سے نکالا وہ جھوٹ تھا' یا سچ' کسی کو امتیاز بھی ہو تو پرواہ نہیں کہ اس بے فائدہ کلمہ سے ہم نے اپنے پروردگار اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ناراض کر دیا۔

آخری حدیث سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ معمولی بات چیت میں بچوں کے بہلانے کے لئے بھی جو کوئی کلمہ خلاف واقعہ بولا جائے تو وہ بھی گناہ ہے۔

۲۵۔ لوگوں کا راستہ تنگ کرنا

حدیث میں ہے کہ جو شخص کسی منزل کو تنگ کرے' یا راستہ کو بند کرے یا کسی مسلمان کو ایذاء پہنچائے (یعنی ایسی جگہ ڈیرہ ڈالے یا ٹھہرے جہاں ٹھہرنے سے راستہ چلنے والوں کو تنگی ہو) اس کا جہاد مقبول نہیں (مسند احمد' ابوداؤد عن معاذ جامع صغیر)

حدیث میں جہاد کا ذکر خصوصیت کے لئے نہیں بلکہ اس لئے کہ ایسے مواقع عموماً جہاد یا حج وغیرہ کے سفروں میں ہی پیش آتے ہیں اور مراد حدیث کی واضح ہے کہ جو راستہ عام لوگوں کے چلنے کا ہے وہاں بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر چلنے والوں کے لئے تنگی کا سبب بننا گناہ ہے۔

چنانچہ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ جو شخص مسلمانوں کو راستہ کے متعلق کوئی تکلیف پہنچائے (خواہ جگہ تنگ کر کے یا کوئی تکلیف دہ چیز ڈال کر) اس پر مسلمانوں کی لعنت ثابت ہو گئی۔ (جامع صغیر برمزا لطبرانی وعلامہ الحسن عن حذیفہ) آج کل اس سے بھی غفلت برتی جارہی ہے۔ جامع مسجد کے دروازوں پر عموماً" وھٹ لگ جاتے ہیں' راستہ چلنا مشکل ہو جاتا ہے بازاروں میں 'سڑکوں پر بہت سے لوگ خوانچہ فروش اس طرح بیٹھتے ہیں کہ راستہ چلنے والوں کو تنگی ہو جاتی ہے بہت سے لاابالی ویسے ہی سڑکوں پر کھڑے ہو کر باتیں کرنے لگتے ہیں۔ اسی طرح ریلوے اسٹیشنوں میں راستہ گھیر کر بیٹھ جاتے ہیں یا کھڑے ہو جاتے ہیں' یہ سب اسی گناہ میں داخل ہے' جس کا بے لذت و بے فائدہ ہونا ظاہر ہے محض غفلت ولاپرواہی سے اس میں عام و خاص مبتلا

ہیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق اجتناب عطا فرمائیں۔

اور جب کہ تھوڑی دیر کے لئے عام راستہ کو تنگ کرنا گناہ ہے تو جو لوگ اپنے مکانات میں راستہ کا کوئی حصہ شامل کرلیتے ہیں، جس سے دائمی طور پر راستہ تنگ ہوجائے، اس کا گناہ کس قدر سخت اور دائمی ہوگا، مگر کوئی پرواہ نہیں کرتا، وباللہ الاعتصام،

۲۶۔ اولاد میں برابری نہ کرنا

جس طرح کسی کے چند بیویاں ہوں، ان سب میں برابری اور عدل رکھنا واجب و ضروری ہے، اور اس کے خلاف کرنا گناہ کبیرہ ہے، اسی طرح دادودہش وغیرہ میں اولاد میں بھی برابری کرنا ضروری ہے۔ اس میں لڑکا اور لڑکی دونوں کا حصہ برابر ہونا چاہئے، لڑکی کا آدھا حصہ یہ میراث کا قانون ہے، زندگی میں ماں باپ جو کچھ اولاد کو دیں، ان میں سب لڑکے لڑکیوں کو برابر برابر رکھنا ضروری ہے، اس کے خلاف کرنا گناہ ہے ہاں اگر کوئی لڑکا یا لڑکی علم یا عمل میں ماں باپ کی اطاعت خدمت میں اوروں سے زیادہ ہے تو اس کو کچھ زیادہ دینا جائز ہے۔ (ودر لمختار، اشباہ وغیرہ)

۲۷۔ بیک وقت ایک سے زائد طلاق دینا

اگر کسی شرعی یا طبعی مجبوری سے بیوی کو طلاق دینا پڑے۔ تو شرعاً" جائز ہے لیکن

اس کی مسنون صورت یہ ہے کہ ایسے وقت طلاق دے جب کہ عورت ایام ماہوار سے فارغ ہو اور صرف ایک طلاق دے' بیک وقت تین طلاقیں دے دینا جو عموماً جاہلوں میں رائج ہے "گناہ ہے۔ گو طلاق پڑجاتی ہے' عوام اور ناواقف لوگ عموماً" اس میں مبتلا ہیں کہ طلاق دیں تو تین سے کم پر سانس ہی نہ لیں گے' یہاں تک کہ سرکاری کاغذات لکھنے والوں کو یہی عادت پڑ گئی ہے "کہ تین طلاق لکھتے ہیں۔ یہ سب گناہ بے لذت و بے فائدہ ہے' اگر کسی وجہ سے یہی منظور ہو کہ رجعت کا حق نہ رہے تو ایک طلاق کو بھی بائن کیا جاسکتا ہے' تین تک پہنچنے کی کسی حال میں ضرورت نہیں۔ (درالمختار' بحروغیرہ)

۲۸ ناپ تول میں کمی کرنا

یہ سخت گناہ کبیرہ ہے۔ ویل للمطففین کی آیات اس گناہ کی شدت اور وعید کو بیان کررہی ہیں۔

حدیث' حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ پانچ خصلتیں ہیں جب تم ان میں مبتلا ہو (تو ان کے نتائج بدمذکورہ ذیل صورتوں میں بھگتنے پڑیں گے۔) اور میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں کہ تم ان میں مبتلا ہو' وہ یہ ہیں۔

ا۔ جب کسی قوم میں فحش و بے حیائی پھیلتی ہے تو اس کی وجہ سے اس پر لعنت اور پھٹکار ہوتی ہے' جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان میں طاعون اور ایسے ایسے درد

(امراض) پھیل جاتے ہیں جن کو ان کے بڑوں نے کبھی دیکھا نہ سنا۔

۲۔ اور جب کوئی قوم ناپ تول میں کمی کرنے لگتی ہے تو ان کو قحط اور گرانی گھیر لیتی ہے، خواہ بارش ہو یا نہ ہو، نیز ان پر لوگوں کے مطالبے اور قرضے وغیرہ زیادہ ہو جاتے ہیں، ان کے حکام ان پر ظلم کرنے لگتے ہیں۔

۳۔ اور جب کوئی قوم زکواۃ دینے میں کوتاہی کرنے لگتی ہے، تو بارش وقت پر نہیں ہوتی اور اگر بہائم جانور نہ ہوتے تو ایسے لوگوں پر کبھی بارش نہ ہوتی،

۴۔ اور جب کوئی قوم اللہ تعالٰی اور اس کے رسولؐ کے عہد کو توڑتی ہے تو اللہ تعالٰی ان پر دوسری قوموں کے دشمن مسلط کر دیتے ہیں، جو ان کے اموال ناجائز طریق پر چھین لیتے ہیں۔

۵۔ اور جب مسلمان حکام قرآنی احکام و قانون جاری نہیں کرتے تو مسلمانوں کے آپس میں اختلاف اور جنگ چھڑ جاتی ہے (ابن ماجہ والبزار والبیہقی والحاکم وقال صحیح علی شرط مسلم، زواجر ۱۹۹ ج ۱)

۶۔ تنبیہ اس حدیث کے الفاظ کو غور سے دیکھو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کے صدق کا آنکھوں دیکھا مشاہدہ ہو جائے، آج کل مسلمانوں میں عموماً یہ پانچوں خصلتیں پھیل گئیں، تو ان کے نتائج بد جو حدیث مذکور میں وارد ہیں، وہ بھی عام ہو گئے اور یہی وہ مصائب ہیں جن سے مسلمانوں پر زمین تنگ ہو رہی ہے لیکن افسوس ہے کہ حدیث کے ایسے کھلے ہوئے ارشادات کے باوجود ہماری آنکھیں نہیں کھلتیں اور مصائب موجودہ کو دور کرنے کے لئے عقلاء زمانہ طرح طرح کی تدبیریں کرتے ہیں لیکن ان کے جو اصلی اسباب حدیث میں بیان کئے گئے ہیں ان کے

ازالہ کی طرف کسی کی توجہ نہیں ہوتی۔ فلا ملجاء ولا منجأمن الله الا الیہ' ان خصلتوں میں ایک وہ بھی ہے جس کے لئے یہ عنوان قائم کیا گیا' یعنی ناپ تول کی کمی' اس میں یہ نہیں کہ دھوکہ دے کر کوئی خاص مقدار بچالی جائے۔ بلکہ بالمقصد معمولی فرق ماشوں' تولوں یا گرہ آدھ گرہ کا بھی وہی حکم ہے' اسی لئے قرآن کریم میں ان لوگوں کو مطففین کے نام سے موسوم کیا گیا ہے' یعنی شئی طفیف (خفیف) کے لئے خیانت کرنے والے کیوں کہ ناپ تول میں سارے دن کوئی تاجر کمی کرتا رہے' تو شاید دن بھر میں آدھ سیر' پاؤ سیر یا آدھ گز پاؤ گز بچائے گا۔ یہ ہر مرتبہ ایک شدید کبیرہ گناہ میں مبتلا ہوا اور گناہوں کے انبار عظیم کے بدلے میں پاؤ سیر غلہ یا پاؤ گز کپڑا ملا تو کتنی دنائت و خست اور خسارہ و حیرت کی چیز ہے اسی لئے بعض سلف نے ایسے لوگوں کے متعلق فرمایا ہے کہ بربادی پھر بربادی ہے' ان لوگوں کے لئے جو ایک دانہ کے لئے جنت کی نعمتوں کو قربان کریں اور جہنم کا وہ عذاب الیم خریدیں جس سے پہاڑ پگھل جائیں'۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ جب بازار تشریف لے جاتے تو دوکانداروں کے پاس کھڑے ہو کر فرماتے کہ ناپ تول میں اللہ سے ڈرو' کیوں کہ قیامت کے دن مطففین ایسے کھڑے کئے جائیں گے جہاں کی شدت کے سبب لوگوں کا پسینہ دریا کی طرح بہتا ہوا ان کے نصف کانوں تک پہنچ جائے گا۔

اور بعض سلف نے بیان کیا کہ میں ایک مریض جاں بلب کی عیادت کو گیا۔ اس کو کلمہ شہادت کی تلقین کی' اس نے کہنا چاہا' مگر زبان نہ اٹھی۔ کچھ دیر کے بعد اس کو کچھ افاقہ ہوا تو میں نے پوچھا کہ جب میں نے کلمہ کی تلقین کی تم نے کیوں نہ پڑھا' اس نے کہا بھائی ترازو کا کانٹا میری زبان پر رکھا ہوا تھا' جس کے سبب میں کلمہ نہ پڑھ سکتا

تھا' میں نے کہا۔ یا اللہ کیا تم کم تولا کرتے تھے' اس نے جواب دیا' بخدا ہرگز نہیں' ہاں یہ بات اکثر ہو جاتی تھی کہ میں زمانہ دراز تک اپنی ترازو کو ہاڑا نہیں کرتا تھا۔ اس میں کچھ فرق پڑ جاتا ہو گا۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس بلاء عظیم سے نجات عطا فرمائیں۔

۲۹۔ نجومیوں کاہنوں سے غیب کی باتیں پوچھنا

اور ان کا اعتبار کرنا

حدیث' جو شخص آئندہ کی غیبی خبریں بتلانے والے کے پاس گیا' اور اس سے غیب کی خبریں پوچھیں اس کی چالیس روز کی نماز قبول نہ ہوگی۔ (جامع صغیر برمز احمد و مسلم)

حدیث' جو شخص غیب کی خبریں بتلانے والے کاہن (یا نجومی) کے پاس گیا' اور اس کی بات پر یقین کیا۔ اس نے اس وحی اور کلام الٰہی کا کفر کیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہے۔ (جامع صغیر برمز احمد والحاکم فی المستدرک عن ابی ہریرۃؓ وعلیہ علامتہ الحسن'

بہت سے مسلمان اس گناہ بے لذت و بے فائدہ میں محض غفلت ولاپروائی سے مبتلا ہیں اور ان چیزوں میں مبتلا ہونا علاوہ گناہ کے محض جہل و بے وقوفی ہے' کیوں کہ اول تو ان لوگوں کی سب باتیں محض تخمینی و ظنی ہوتی ہیں' ان کا اعتبار کچھ نہیں' پھر

اگر بالفرض صحیح بھی ہو اور آئندہ پیش آنے والے واقعہ پر اطلاع بھی ہو جائے تو فائدہ کیا جب کہ یہ ایمان ہے کہ جو کچھ مقدر ہے وہ ٹل نہیں سکتا'

۳۰۔ غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کرنا یا نامزد کر کے چھوڑ دینا

قرآن کریم کا ارشاد ہے لا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ وانہ لفسق (نہ کھاؤ اس جانور سے جس پر اللہ تعالیٰ کا نام ذکر نہ کیا جائے اور یہ (غیر اللہ کے نام پر یا تقرب الی غیر اللہ کے لئے ذبح کرنا) فسق ہے'

حدیث میں ہے کہ جو شخص کسی کے نام پر جانور (بکرا' مینڈھا' مرغا وغیرہ) چھوڑ دے وہ ہم میں سے نہیں'

ہزاروں مسلمان ہیں جو اس آفت میں مبتلا ہیں' بعضے بزرگوں' پیروں کے نام پر جانور چھوڑ دیتے ہیں' یا ان کے نام کی نذر کر کے ذبح کرتے ہیں' نعوذ باللہ منہ'

۳۱۔ بچوں کو ناجائز لباس یا زیور پہنانا'

جس طرح مردوں کو ریشم کا کپڑا پہننا' سونے چاندی کا زیور پہننا گناہ ہے' ایسے ہی بچوں کو پہنانا بھی حرام و ناجائز اور سخت گناہ ہے۔ بہت سے لوگ غفلت سے اس میں

جتلا ہیں'

۳۲۔ جاندار کی تصویر بنانا یا اس کو استعمال کرنا

حدیث' سب سے زیادہ سخت عذاب میں قیامت کے دن تصویر بنانے والے ہوں گے'

حدیث' (رحمت کے) فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں (جاندار) کی تصویر یا کتا ہو (صحاح ستہ)

حدیث' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ کے گھر میں ایک پردہ آویزاں دیکھا جس میں ایک تصویر تھی' آپ نے ناراضی کا اظہار فرمایا' اور کپڑے کے دو ٹکڑے کر کے اس کا گدا بنا لیا گیا'

آج کل یہ گناہ اس قدر وباء کی طرح تمام دنیا پر چھا گیا ہے کہ اس سے پرہیز کرنے والے کو زندگی کے ہر شعبہ میں مشکلات ہیں' ٹوپی سے لے کر جوتا تک کوئی چیز بازار میں تصویر سے خالی ملنا مشکل ہو گیا ہے' گھریلو استعمال کی چیزیں' برتن' چھتری' دیا سلائی' دواؤں کے ڈبے اور بوتلیں اخبارات و رسائل یہاں تک کہ مذہبی اور اصلاحی کتابیں بھی اس گناہ عظیم سے خالی نہ رہیں فالی اللہ المشتکی اور غور کیا جائے تو ان میں سے اکثر حصہ تصاویر کا محض بے کار و بے فائدہ گناہ بے لذت ہے' مسلمان کو چاہئے کہ گناہ کے عام ہو جانے سے اس کو ہلکا نہ سمجھے' بلکہ زیادہ ہمت کے ساتھ اس سے بچنے اور دوسرے مسلمانوں کو بچانے کی فکر کرے' جہاں تک ہو سکے ایسی چیز کے

خریدنے سے اجتناب کرے اور یہ نہ ہو سکے تو تصویر کے چہرہ کو چھیل دیا جائے' یا اس پر کاغذ چسپاں کر کے چھپا دیا جائے'

البتہ روپیہ پیسہ اور ٹکٹوں پر جو تصویر بنی ہوئی رائج ہے' تو اول تو ان میں مجبوری ہے ثانیاً وہ بہت چھوٹی ہیں' اس لئے ان کے استعمال کا مضائقہ نہیں۔

مسئلہ' اسی طرح بٹن وغیرہ پر بہت چھوٹی تصویر جس کی حد یہ ہے کہ تصویر کو زمین پر رکھ کر متوسط بینائی کا آدمی کھڑا ہو کر دیکھے تو تصویر کے اعضا کی تفصیل نظر نہ آئے۔ ایسی چھوٹی تصویر کا استعمال جائز ہے (در المختار عالمگیر)

مسئلہ' اسی طرح جو تصویریں ذلیل چیزوں میں استعمال ہوتی ہیں جیسے جوتہ میں یا فرش میں ان کا ایسا استعمال بھی جائز ہے بشرطیکہ نماز اس فرش پر نہ پڑھے'

مسئلہ' جن چھوٹی تصویروں یا پامال و ذلیل تصویروں کا استعمال جائز ہے ان کا بنانا بھی جائز نہیں'

مسئلہ' تصویر خواہ قلم سے لکھی جائے' یا پریس میں چھاپی جائے' یا فوٹو سے لی جائے' سب کا ایک ہی حکم ہے'

مسئلہ' جاندار کا فوٹو کھینچنا اور کھنچوانا' دونوں ناجائز ہیں' البتہ کسی ایسے ملک میں جانے کی ضرورت ہو جہاں جانے کے لئے فوٹو لے کر پاسپورٹ حاصل کرنا ضروری ہے تو بشرط ضرورت سفر جائز ہے' محض سیر و تفریح کے لئے جائز نہیں'

نوٹ :۔ اس مسئلہ کے متعلق مکمل بحث مع دلائل قرآن و حدیث' اور مع جواب شبہات عقلی و نقلی اور مع مفصل مسائل متعلقہ کے احقر کے رسالہ (التصویر لاحکام التصویر میں مذکور ہے' اس کو دیکھ لیں)

۳۳۔ بلا ضرورت کتا پالنا

حدیث، جس شخص نے جانوروں کے گلہ یا کھیت کی حفاظت یا شکار کی ضرورت کے سوا (شوقیہ) کتا پالا، اس کے ثواب میں سے روزانہ بقدر وزن ایک قیراط کے گھٹ جائے گا (بخاری و مسلم) اور دوسری روایت بخاری میں دو قیراط کی مقدار مذکور ہے، قیراط وزن کی ایک مقدار خاص ہے، جو مروجہ رتی کے قریب ہے، لیکن عالم آخرت کی قیراط کتنی وزنی ہے اور اس جگہ اس کی کتنی مقدار مراد ہے یہ اللہ ہی کو معلوم ہے اور مراد حدیث بظاہر یہ ہے کہ اعمال صالحہ کے مجموعہ ثواب میں سے روزانہ اتنی مقدار گھٹتی رہے گی، اور یہ بھی احتمال ہے کہ ہر عمل صالحہ کے ثواب میں سے بقدر ایک دو قیراط کے گھٹتا رہے گا، اس شخص کے خسارہ عظیمہ کو دیکھئے اور اس گناہ بے لذت سے باز آیئے، واللہ الموفق۔

۳۴۔ سود کی بعض قسمیں

سود کھانے کا گناہ عظیم قرآن و حدیث میں جس شدت کے ساتھ وارد ہے اس سے کوئی مسلمان ناواقف نہیں ہو سکتا۔ حدیث میں سود کھانے کو اپنی ماں سے زنا کرنے سے بھی زیادہ شدید قرار دیا ہے، اور قرآن حکیم نے اس کو خدا اور رسولؐ کے ساتھ اعلان جنگ کرنا فرمایا ہے، لیکن اس رسالہ میں صرف دو گناہ لکھے گئے ہیں جن

سے کوئی دنیوی فائدہ متعلق نہیں 'اور سود سے عموماً" بظاہر حال دنیوی منافع سمجھے جاتے ہیں 'اس لئے اس جگہ اس کی صرف وہ قسمیں لکھی جاتی ہیں جن میں بلاوجہ محض غفلت سے لوگ مبتلا ہیں '

مثلاً سونے کی خرید و فروخت 'سونے سے 'یا چاندی کی چاندی سے کی جائے تو اس میں ایک منٹ کا ادھار بھی حرام اور سود میں داخل ہے 'اسی طرح اس میں ایک ذرہ کی کمی بیشی کی جائے تو وہ بھی حرام اور سود ہے 'لیکن حضرات فقہاء نے اس قسم کی بیع و شراء میں سود سے بچنے کے لئے کچھ تدبیریں لکھی ہیں جن کے استعمال میں نہ کوئی مشقت ہے نہ نقصان اور سود کے وبال سے نجات ہو جاتی ہے۔ مثلاً" سونے چاندی کی بیع میں اگر رقم فوراً" ادا کرنے کی گنجائش نہیں 'تو اس زیور وغیرہ کو جس وقت لیا جائے اس وقت بیع و شراء قرار دے کر نہ لیں 'بلکہ مستعار طور پر لے لیں 'جب رقم ادا کرنا ہو اس وقت زیور سامنے لاکر رقم دے دی جائے اور بیع اس وقت قرار دی جائے اور نرخ کے متعلق یہ وعدہ پہلے سے لے لیا جائے کہ اسی سابقہ تاریخ کے نرخ سے معاملہ ہو گا 'یا ایسا کریں کہ سنار 'صراف جس سے سونا خرید اگیا ہے اور مثلاً دو سو روپے کا سونا ہے تو اس صراف سے دو سو روپے قرض لے لیں اور سونے کی قیمت ہاتھ کے ہاتھ ادا کریں اب آپ کے ذمہ سونے کی قیمت نہ رہی بلکہ وہ سابقہ لئے ہوئے روپے رہے ' سنار کے حساب میں کوئی فرق نہیں پڑا 'آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا 'مگر سونے کی خریداری ادھار ہونے کی وجہ سے جو سود کا وبال ہوتا 'اس سے بچ گئے '

اسی طرح اگر چاندی کو چاندی کے روپے سے یا سونے کو سونے کی اشرفی سے خریدا جاتا ہے اور نرخ بازار کے حساب سے کچھ کمی بیشی لازم آتی ہے تو صرف یہ تدبیر

کافی ہے کہ جنس بدل دیں' مثلاً "سونا خریدیں تو قیمت چاندی سے اور چاندی خریدیں تو قیمت سونے سے ادا کردیں' یا چاندی کے ساتھ کچھ ریزگاری ملالیں اور آج کل جو روپیہ گلٹ کا چل گیا ہے اس میں تو خود ہی غیر جنس شامل ہے' اس سے خریدنے میں کمی بیشی کا مضائقہ نہیں' البتہ ادھار اس میں بھی نہیں کرنا چاہئے

(هو الاحوط للدخول في بيع الصرف عند بعض المعاصرين مع العلماء) اور یہی حکم سچا گوٹا خریدنے کا ہے کہ اس میں ادھار کرنا سود ہے' اور کمی زیادتی بھی سود ہے' اس سے بچنے کا بھی وہی طریق ہے جو اوپر مذکور ہوا' اسی طرح اور بہت سی مثالیں ہیں جن میں سود کے وبال عظیم میں محض لاپرواہی سے لوگ مبتلا ہیں' اگر ذرا فکر کریں' علماء سے مسائل معلوم کریں تو اس سے بآسانی بچ سکتے ہیں۔

اسی طرح تمام بیوع فاسدہ اور معاملات فاسدہ بحکم سود ہیں اور ان سے بچنے کے لئے علماء نے ایسی ہی تدبیریں لکھی ہیں' اگر ذرا دین کا خیال ہو تو اس وبال عظیم سے بچنا کچھ مشکل نہیں' سیدی و مرشدی قطب العالم مجدد الملت حکیم الامت حضرت مولانا اشرفعلی صاحب تھانوی قدس سرہ نے ایک مستقل رسالہ صفائی معاملات میں معاملات فاسدہ کا مفصل بیان اور ان سے بچنے کی تدبیریں لکھی ہیں' ہر مسلمان کو چاہئے کہ اس کو مطالعہ کرکے یا سن کر معلومات حاصل کرے۔

۳۵۔ مسجد میں نجاست یا بدبو کی چیز داخل کرنا

اس کا گناہ ہونا' اس سے فرشتوں کو ایذا پہنچنا' اور ان کا اس شخص کے لئے بددعا

کرنا احادیث کثیرہ میں معروف و مشہور ہے' مگر عام طور پر اس میں بے فائدہ ابتلا ہے' بچوں کو ایسے ناپاک بدن کے ساتھ مسجد میں لے جانا' جن سے تلویث مسجد کا خطرہ ہو یا مٹی کے تیل کی لالٹین وغیرہ مسجد میں لے جانا' یا دیا سلائی مسجد میں لے جلانا' یا لہسن' پیاز یا تمباکو کھا کر بغیر منہ صاف کئے مسجد میں جانا' یہ سب اسی میں داخل ہے'

۳۶۔ مسجد میں دنیا کی باتیں یا دنیا کا کام کرنا

احادیث کثیرہ میں اس کی ممانعت وارد ہے اور بعض میں ہے کہ مسجد میں دنیا کی باتیں اس شخص کی نیکیوں کو اس طرح کھالیتی ہے جیسے آگ سوکھی ہوئی لکڑی کو۔ اگر کوئی ضروری بات کسی سے اتفاقاً کرنا ہو تو اولاً مسجد سے باہر دروازہ یا وضو خانہ وغیرہ میں جا کر کریں' اور اتفاقاً" مسجد کے گوشے میں بھی کوئی مختصر بات کسی سے کرلیں تو کوئی مضائقہ نہیں مگر محض دنیا کی باتیں کرنے کے لئے مسجد میں مجلس جمانا اس وعید شدید میں داخل ہے۔ جس میں آجکل عام مسلمان مبتلا ہیں' اور ظاہر ہے کہ اس میں نہ کوئی دنیوی فائدہ متصور ہے' نہ اس کے ترک سے کوئی ضرر'

۳۷۔ نماز کی صفوں کو درست نہ کرنا'

حدیث' جو شخص صف کو ملائے گا اس کو اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ ملائے گا اور جو صف کو قطع کرے گا' اللہ تعالیٰ اس سے قطع تعلق فرمائے گا۔ (الحاکم وقال صحیح علی

شرط مسلم' زواجر)

ف' صف کو ملانے کا مطلب یہ ہے کہ بیچ میں جگہ نہ چھوڑی جائے اور قطع کرنا اس کی ضد ہے' یعنی بیچ میں جگہ چھوڑ دینا'

حدیث' اپنی صفوں کو درست و برابر کرو' ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے چہرے پھیر دیں گے' اور بعض روایات میں ہے کہ تمہارے قلوب میں اختلاف پڑ جائے گا۔ (بخاری و مسلم' زواجر)

صف میں مل کر کھڑا ہونا اور صف کو سیدھا رکھنا باتفاق امت واجب ہے۔ اس کے خلاف کرنا گناہ شدید اور حدیث مذکورہ وعیدوں کا موجب ہے۔

لیکن افسوس ہے کہ ہزاروں مسلمان اس گناہ بے لذت و بے فائدہ میں محض بے فکری سے مبتلا ہیں۔ عموماً" بیچ میں کافی جگہ چھوڑ دیتے ہیں۔ اگلی صف میں جگہ ہوتے ہوئے پچھلی صف میں کھڑے ہو جاتے ہیں۔ پھر صف میں کھڑے ہونے میں بھی آگے پیچھے ہو جاتے ہیں۔ یہ سب گناہ موجب وعید شدید ہیں۔

مسئلہ' ہر ایک نمازی کے ٹخنے دوسرے نمازی کے ٹخنوں کے مقابل رہنا چاہئیں' ایڑی پنجہ آگے پیچھے ہو تو اس کا مضائقہ نہیں' لیکن ٹخنوں کا تقابل جو ضروری ہے' اس میں کوتاہی کرنا وبال عظیم ہے۔

۳۸۔ امام سے آگے نکل جانا

حدیث' کیا تم میں سے کوئی اس بات سے نہیں ڈرتا کہ جب وہ رکوع یا

گناہ بے لذت

رجوع یا سجدہ میں امام سے پہلے سر اٹھائے تو اللہ تعالیٰ اس کا سر گدھے کے سر سے تبدیل کردیں' یا اس کی شکل گدھے کی شکل میں تبدیل کردیں۔ (بخاری و مسلم)

ظاہر ہے کہ یہ گناہ عظیم کہ رکوع یا سجدہ میں امام سے پہلے سر اٹھائے محض بے لذت و بے فائدہ گناہ ہے' اس میں بھی بہت سے ناواقف مبتلا ہیں۔

۳۹۔ نماز میں دائیں بائیں کنکھیوں سے دیکھنا

حدیث' اللہ تعالیٰ اپنے بندہ پر جب کہ وہ نماز میں ہوتا ہے' برابر متوجہ رہتے ہیں' مگر جب وہ اپنا چہرہ پھیرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی توجہ بھی ہٹ جاتی ہے۔ (احمد' ابو داؤد' نسائی وغیرہ)

حدیث' اے عزیز نماز میں دائیں بائیں التفات کرنے سے بچو' اس لئے کہ نماز میں التفات (یعنی کنکھیوں سے دیکھنا) ہلاکت ہے۔ (ترمذی و حسنہ)

۴۰۔ نماز میں کپڑے کو لٹکانا یا اس سے کھیلنا

کپڑے کو استعمال کرنے کا جو طریقہ معروف ہے' اس کے خلاف استعمال کرنا' مثلاً کرتہ کو سر پر ڈال لے' یا چادر رومال وغیرہ کو سر پر ڈال کر پلے دونوں طرف چھوڑے' اس کو سدل کہتے ہیں' یہ نماز میں ناجائز و گناہ ہے۔ اسی طرح کپڑے کے کسی حصہ کو بار بار الٹنا پلٹنا' یا بدن کے کسی حصہ کو بے ضرورت بار بار حرکت دیتے

رہنا، ناک یا کان میں بے ضرورت انگلی داخل کرنا وغیرہ یہ عبث فعل ہے اور نماز میں گناہ ہے۔

۴۱۔ جمعہ کے دن لوگونکی گردنوں پر سے پھلانگ کر آگے پہنچنا

حدیث، جو شخص جمعہ کے دن لوگوں کی گردنوں پر پھلانگ کر آگے گیا گویا ایک پل کو عبور کر کے جہنم میں پہنچ گیا۔ (ترمذی، ابن ماجہ، زواجر)

حدیث، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے روز خطبہ دے رہے تھے ایک شخص لوگوں کی گردنوں پر پھلانگتا ہوا آگے بڑھنے لگا، تو آپؐ نے فرمایا، بیٹھ جاؤ، تم نے لوگوں کو ایذا پہنچائی۔ (احمد، ابوداؤد، نسائی وغیرہ، زواجر)

اور دوسری روایت میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ تم لوگوں کو ایذا دیتے آرہے ہو، اور جس نے کسی مسلمان کو ایذا پہنچائی اس نے مجھے ایذا پہنچائی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی (الطبرانی فی الصغیر الاوسط)

اور بعض روایات حدیث میں ہے کہ جو شخص لوگوں کی گردنوں پر پھلانگ کر آیا، اس کا جمعہ ظہر ہو گیا، یعنی جمعہ کی فضیلت و ثواب باطل ہو گیا۔

تنبیہہ غور کیجئے کہ حدیث میں اس فعل پر کتنی سخت وعیدیں وارد ہیں اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اس فعل میں نہ کوئی لذت ہے نہ کوئی فائدہ، محض شیطانی حرکت ہے،

کہ بہت سے مسلمان اس بلا میں مبتلا ہیں' اگر وہ پیچھے ہی کی صف میں بلکہ جوتوں میں کھڑے ہو جائیں تو ہزار درجہ بہتر ہے' اللہ تعالیٰ ہم سب کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر عمل کرنے اور تمام چھوٹے بڑے گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائیں' آمین

گناہوں کی طویل فہرست پر نظر ڈالی جائے تو اور بھی بہت سے گناہ ایسے ہی ملیں گے جو بے لذت و بے فائدہ ہیں' محض غفلت و بے پروائی سے لوگ اس میں مبتلا ہیں' لیکن اس وقت اسی حصہ پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ **واللہ الموفق والمعین ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم**'

اعلام اس رسالہ کو ختم کرتے ہوئے علامہ زین العابدین ابن نجیم مصری حنفی صاحب تصانیف مشہورہ اشباہ والنظائر وغیرہ کا ایک رسالہ دربارۂ صغائر و کبائر یاد آیا جو ان کے مجموعہ رسائل دینیہ میں چو تیسواں رسالہ ہے اور الاشباہ والنظائر مصری کے آخر میں لگا ہوا ہے' اس میں مختصر طور پر تمام کبیرہ گناہوں کو علیحدہ اور صغائر کو علیحدہ بطور فہرست جمع کر دیا ہے' خیال آیا کہ یہ فہرست صغیرہ و کبیرہ گناہوں کی اس رسالہ کے ساتھ ملحق کر دی جائے کہ اس پر کسی کو خدانخواستہ عمل کی توفیق نہ ہو تو کم سے کم اس کو دیکھ کر علم تو درست ہو جائے کہ فلاں کام گناہ ہے اور کم از کم کسی وقت اس کو ندامت تو ہو اور ندامت ہی اس باب میں کلید کامیابی ہے۔ اور چونکہ یہ ایک مستقل رسالہ ہے' اور علیحدہ شائع ہونا بھی اسکا مفید ہے' اس لئے اسکو مستقل رسالہ ہی کی صورت میں اس کا ضمیمہ بنانا مناسب سمجھا' اور اس ضمیمہ کا نام **انذار العشائر من الصغائر و الکبائر** تجویز کیا' **واللہ الموفق وھو یھدی السبیل**'

ناکارہ خلائق

بندہ محمد شفیع دیوبندی عفا اللہ عنہ

آخری محرم ۱۳۶۷ھ

انذار العشائر
من
الصغائر و الکبائر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ و کفی و سلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

اما بعد آج کل مختلف اسباب سے معاصی اور گناہوں کی کثرت وباءعام کے درجہ کو پہنچ گئی اور جس کے طوفان نے عالم کے بر و بحر اور مشرق و مغرب کو گھیر لیا اور حالت یہ ہو گئی کہ کوئی خدا کا بندہ گناہوں سے بچنے کا ارادہ بھی کرے تو دنیا کی فضا اس پر تنگ نظر آنے لگی' یہاں تک کہ بہت سے لوگ ہمت توڑ بیٹھے اور بچنے کی کوشش ہی چھوڑ دی۔

لیکن اگر کوئی وبائی مرض عام ہو جائے اور کوئی دوا و تدبیر کارگر نظر آئے جب بھی عقل و دانش اور طبیعت و شریعت کا فیصلہ یہی رہتا ہے کہ حفاظتی تدابیر اور ابتلا ہو جائے تو دوا و علاج نہ چھوڑا جائے نہ یہ کہ اس کی کوشش کی جائے کہ اس مرض کو صحت اور بیماری کو تندرستی ثابت کرنے میں زور تقریر و تحریر صرف کیا جائے

اس لئے اس رسالہ میں تمام صغیرہ و کبیرہ گناہوں کی مختصر فہرست لکھی جاتی ہے تاکہ اس کے پیش نظر ہونے سے اول تو علم صحیح ہو جائے کہ مرض کو مرض گناہ کو گناہ

سمجھنے لگے' جس کا ثمرہ یہ ہے کہ گناہوں پر ندامت و افسوس ہو اور ندامت ہی توبہ کا اعلیٰ رکن ہے جس سے سب گناہ مٹ جاتے ہیں' دوسرے یہ کہ جب گناہ کو گناہ سمجھے گا اور ان کو نظر میں رکھے گا تو انشاء اللہ کسی نہ کسی وقت توبہ اور اجتناب کی توفیق بھی ہو جائے گی۔

معاصی کبائر و صغائر کے بیان میں علما کی مستقل تصانیف بھی متعدد موجود ہیں جن میں زیادہ مفصل اور مشہور کتاب الزواجر عن اقتراف الکبائر علامہ امام ابن حجر ہیثمی مکی کی تصنیف ہے جو تقریباً ساڑھے چار سو صفحات کی کتاب دو جلدوں میں ہے اور جس میں چار سو سرسٹھ ۴۶۷ گناہوں کا مفصل بیان مع وعید از قرآن و حدیث و آثار سلف کے مذکور ہے۔

لیکن اس وقت ضرورت اس کی تھی کہ مختصر طور پر اجمالی نقشہ مرتب کیا جائے تاکہ ایک نظر میں انسان اس کو دیکھ کر اپنے اعمال و افعال کا جائزہ لے سکے اس غرض کے لئے امام زین العابدین ابن نجیم مصری کا ایک رسالہ جو ان کے مجموعہ رسائل زینیہ میں درج ہے' اس کو اردو زبان میں منتقل کر دینا کافی سمجھا اس رسالہ میں علامہ موصوف نے اول سب کبیرہ گناہوں کی پھر صغیرہ گناہوں کی فہرست دی ہے' اس کے بعد صغیرہ کبیرہ گناہوں کی تعریف پر مفصل کلام کیا ہے' اور اس کے بعد ان میں سے خاص خاص گناہوں کے متعلق تشریح و تفصیل بھی بیان کی ہے' احقر نے بغرض سہولت مناسب سمجھا کہ صغیرہ کبیرہ کی تعریف پہلے لکھ دی جائے اور پھر ان کی فہرست اور جس گناہ کے متعلق کوئی تشریح ضروری ہو وہ اس کے ساتھ ہی لکھ دی جائے۔

واللہ المستعان و علیہ التکلان

گناہ کبیرہ و صغیرہ کی تعریف

ایک جماعت علما کا قول تو یہ ہے کہ ہر گناہ کبیرہ ہی ہے کوئی صغیرہ نہیں کیوں کہ ہر گناہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی مخالفت ہے اور مخالفت اللہ اور اس کے رسول کی کتنی ہی کم ہو وہ بھی سخت اور بڑا گناہ ہے اس لئے اس کو صغیرہ نہیں کہہ سکتے' پھر جو صغیرہ و کبیرہ کی تقسیم مشہور و معروف ہے یہ محض اضافی اور نسبتی ہے کہ بعض گناہ بمقابلہ دوسرے گناہ کے صغیرہ ہوتا ہے شیخ ابو اسحٰق اسفرائنی' قاضی ابوبکر باقلانی' امام الحرمین' تقی الدین سبکی اور عام اشاعرہ کا یہی قول ہے اور جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ گناہ بعض صغیرہ ہیں بعض کبیرہ کیوں کہ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ بعض گناہ ایسے ہیں کہ ان کے کرنے والے کو فاسق' مردود الشہادت سمجھا جاتا ہے اور بعض ایسے ہیں کہ ان کے فاعل کو فاسق نہیں کہا جاتا' اور اس کی شہادت رد نہیں کی جاتی۔

قسم اول کو اصطلاح میں کبیرہ اور ثانی کو صغیرہ کہا جاتا ہے اور پہلی جماعت اور جمہور کا اختلاف بھی درحقیقت محض تسمیہ اور نام کا اختلاف ہے۔ حقیقت میں کوئی اختلاف نہیں' کیوں کہ جمہور علما جو بعض گناہوں کو صغیرہ کہتے ہیں اس کا بھی یہ مطلب نہیں کہ ان کے کرنے میں کوئی برائی نہیں یا معمولی خرابی ہے بلکہ اللہ و رسول کی مخالفت کی حیثیت سے ہر گناہ بڑا اور سخت وبال ہے (زواجر ملخصاً) آگ کا بڑا انگارہ جیسا تباہ کن ہے ویسے ہی چھوٹی چنگاری بھی۔ بچھو چھوٹا ہو یا بڑا' انسان کے لئے دونوں مصیبت ہیں۔

پھر اصطلاحی کبیرہ و صغیرہ کی تعریف میں علماء کے اقوال بہت مختلف ہیں علامہ ابن نجیم نے اپنے رسالہ میں تقریباً" چالیس اقوال مختلفہ نقل کئے ہیں۔ اسی طرح علامہ

ابن حجر ہیثمی مکی نے بہت سے مختلف اقوال لکھے ہیں۔ مگر ان سب میں جو زیادہ جامع اور سلف صحابہ و تابعین سے منقول ہے یہ ہے کہ جس گناہ پر قرآن یا حدیث میں آگ اور جہنم کی وعید بصراحت آئی ہو وہ کبیرہ ہے اور جس پر اس کی تصریح منقول نہیں محض ممانعت وارد ہوئی ہے وہ صغیرہ ہے۔ حضرت حسن بصریؒ سعید بن جبیرؒ مجاہد ضحاک وغیرہم سے یہی تعریف منقول ہے (زواجر) اور امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس گناہ پر انسان بے پروائی کے ساتھ ڈھیٹ ہو کر اقدام کرے تو کبیرہ ہے' خواہ کتنا ہی چھوٹا گناہ ہو اور جو گناہ اتفاقی سرزد ہو گیا اور اس کے ساتھ وہ دل میں خدا تعالیٰ سے ڈرتا ہے' ندامت و افسوس ساتھ ساتھ ہیں وہ صغیرہ ہے خواہ کتنا ہی بڑا گناہ ہو واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم'

بار بار کرنے اور اصرار کرنے سے صغیرہ گناہ بھی کبیرہ ہو جاتا ہے

امام رافعیؒ فرماتے ہیں کہ جس گناہ کو صغیرہ کہا جاتا ہے وہ اسی وقت صغیرہ ہے جب تک اس پر اصرار اور دوام نہ کرے "احیانا" صادر ہو جائے اور جو شخص کسی صغیرہ گناہ پر اصرار و دوام کرے وہ مثل مرتکب کبیرہ کے ہے'

نیز جو شخص بہت سے صغیرہ گناہوں میں مبتلا ہو یہاں تک کہ اس کی طاعات پر غالب آجائیں' وہ بھی فاسق مردود الشہادت ہے (زواجر)

اب وہ فہرست کبائر و صغائر کی علامہ ابن نجیم کے رسالہ سے نقل کی جاتی ہے۔

کبائر

۱۔ زنا (عورت سے بدفعلی) کرنا'

۲۔ لواطت (لڑکے سے بدفعلی) کرنا'

۳۔ شراب پینا' اگرچہ ایک قطرہ ہو' اسی طرح تاڑی' گانجھ' بھنگ وغیرہ نشہ کی چیزیں پینا'

۴۔ چوری کرنا'

۵۔ پاک دامن عورت پر زنا کی تہمت لگانا'

۶۔ ناحق کسی کو قتل کرنا'

۷۔ شہادت کو چھپانا جب کہ اس کے سوا اور کوئی شاہد نہ ہو'

۸۔ جھوٹی گواہی دینا'

۹۔ جھوٹی قسم کھانا'

۱۰۔ کسی کا مال غصب کرنا'

۱۱۔ میدان جہاد سے بھاگنا (جب کہ مقابلہ کی قدرت موجود ہو)

۱۲۔ سود کھانا۔

۱۳۔ یتیم کا مال ناحق کھانا۔

۱۴۔ رشوت لینا۔

۱۵۔ ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔

۱۶۔ قطع رحمی کرنا (قریبی رشتہ داروں کے حقوق ادا نہ کرنا)

۱۷۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کسی قول یا فعل کو بالقصد جھوٹ منسوب کرنا۔

۱۸۔ رمضان میں بلا عذر روزہ توڑنا'

۱۹۔ ناپ تول میں کمی کرنا۔

۲۰۔ کسی فرض نماز کو اپنے وقت سے مقدم یا موخر کرنا۔

۲۱۔ زکواۃ یا روزہ کو اپنے وقت پر نہ ادا کرنا (عذر و مرض کی صورت میں مستثنٰی)

۲۲۔ حج فرض ادا کئے بغیر مرجانا (اگر موت کے وقت وصیت کردی' اور حج کا انتظام چھوڑا تو اس گناہ سے نکل گیا")

۲۳۔ کسی مسلمان کو ظلماً" نقصان پہنچانا'

۲۴۔ کسی صحابی کو برا کہنا۔

۲۵۔ علماء اور حفاظ قرآن کو برا کہنا' ان کو بدنام کرنے کے درپے ہونا'

۲۶۔ کسی ظالم کے پاس کسی کی چغل خوری کرنا۔

۲۷۔ دیاثت یعنی اپنی بیوی' بیٹی وغیرہ کو باختیار خود حرام میں مبتلا کرنا یا اس پر راضی ہونا۔

۲۸۔ قیادت یعنی کسی اجنبی عورت کو حرام پر آمادہ کرنا اور اس کے لئے دلالی کرنا۔

۲۹۔ باوجود قدرت کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو چھوڑنا۔

۳۰۔ جادو سیکھنا اور سکھانا یا اس پر عمل کرنا۔

۳۱۔ قرآن کو یاد کرکے بھلا دینا (یعنی باختیار خود لاپروائی سے بھلا دیں' کسی مرض و ضعف سے ایسا ہوجائے وہ اس میں داخل نہیں) اور بعض علماء نے فرمایا کہ نسیان قرآن جو گناہ کبیرہ ہے اس سے مراد یہ ہے کہ ایسا بھول

جائے کہ دیکھ کر بھی نہ پڑھ سکے۔

۳۲۔ کسی جاندار کو آگ میں جلانا (سانپ ' بچھو ' تتیئے کی ایذا سے بچنے کی اگر کوئی اور صورت جلانے کے سوا نہ ہو تو مذائقہ نہیں)۔

۳۳۔ کسی عورت کو اس کے شوہر کے پاس جانے اور حقوق شوہری ادا کرنے سے روکنا۔

۳۴۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہونا۔

۳۵۔ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بے خوف ہونا۔

۳۶۔ مردار جانور کا گوشت کھانا (حالت اضطرار مستثنیٰ ہے)

۳۷۔ خنزیر کا گوشت کھانا (حالت اضطرار مستثنیٰ ہے)

۳۸۔ چغل خوری کرنا۔

۳۹۔ کسی مسلمان یا غیر مسلم کی غیبت کرنا۔

۴۰۔ جوا کھیلنا۔

۴۱۔ مال میں اسراف (مصلحت و ضرورت سے زائد خرچ کرنا)

۴۲۔ زمین میں فساد پھیلانا۔

۴۳۔ کسی حاکم کا حق سے عدول کرنا۔

۴۴۔ اپنی عورت کو ماں بیٹی کے مثل کہنا' جس کو عربی میں ظہار کہا جاتا ہے'۔

۴۵۔ ڈاکہ زنی کرنا۔

۴۶۔ کسی صغیرہ گناہ پر مداومت کرنا (ج)

۴۷۔ معاصی پر کسی کی اعانت کرنا یا گناہ پر آمادہ کرنا۔

۴۸۔ لوگوں کو گانا سنانا' اور عورت کا گانا مطلقاً" (ھ)

۴۹۔ لوگوں کے سامنے ستر کھولنا۔

۵۰۔ کسی حق واجب کے ادا کرنے میں بخل کرنا۔

۵۱۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو صدیق اکبرؓ فاروق اعظمؓ سے افضل کہنا۔

۵۲۔ خودکشی کرنا یا اپنے کسی عضو کو باختیار خود تلف کرنا اور یہ دوسرے کو قتل کرنے سے زیادہ گناہ ہے (ابوداؤد)۔

۵۳۔ پیشاب کی چھینٹوں سے نہ بچنا۔

۵۴۔ صدقہ (ہدیہ) دے کر احسان جتلانا' اور تکلیف پہنچانا۔

۵۵۔ قضا و قدر (تقدیر) کا انکار کرنا۔

۵۶۔ اپنے امیر سے غداری کرنا۔

۵۷۔ نجومی یا کاہن کی تصدیق کرنا۔

۵۸۔ لوگوں کے نسب پر طعنے دینا۔

۵۹۔ کسی مخلوق کے لئے بطور نذر تقرب جانور کی قربانی کرنا۔

۶۰۔ تہبند یا پاجامہ وغیرہ کو از راہ تکبر ٹخنوں سے نیچا لٹکانا۔

۶۱۔ کسی گمراہی کی طرف لوگوں کو بلانا یا کوئی بری رسم نکالنا۔

۶۲۔ اپنے بھائی مسلمان کی طرف تلوار یا چاقو وغیرہ سے مارنے کا اشارہ کرنا۔

۶۳۔ جھگڑے لڑائی کا خوگر ہونا۔

۶۴۔ غلام کو خصی بنوانا یا اس کے عضو کو کٹوانا یا اس کو سخت تکلیف دینا۔

۶۵۔ احسان کرنے والے کی ناشکری کرنا۔

۶۶۔ ضرورت سے زیادہ پانی میں بخل کرنا۔

۶۷۔ حرم محترم میں الحاد و گمراہی پھیلانا (یہ ہر جگہ گناہ ہے مگر حرم میں اشد ہے)۔

۶۸۔ لوگوں کے پوشیدہ عیوب کو تلاش کرنا' اور ان کے درپے ہونا۔

۶۹۔ چوسر کھیلنا یا طبلہ سارنگی وغیرہ بجانا (اور ہر ایسا کھیل کھیلنا جس کی حرمت پر علماء کا اتفاق ہے گناہ کبیرہ میں داخل ہے۔

۷۰۔ بھنگ کھانا پینا۔

۷۱۔ مسلمان کا کسی مسلمان کو کافر کہنا۔

۷۲۔ ایک سے زائد بیویاں ہوں تو ان کے حقوق میں برابری نہ کرنا۔

۷۳۔ استمنا بالید (اپنے ہاتھ سے مشت زنی کر کے شہوت پوری کرنا)۔

۷۴۔ حائضہ عورت سے جماع کرنا۔

۷۵۔ مسلمانوں پر اشیاء کی گرانی سے خوش ہونا۔

۷۶۔ کسی جانور گائے' بکری وغیرہ سے جماع کرنا۔

۷۷۔ عالم کا اپنے علم پر عمل نہ کرنا۔

۷۸۔ کسی کھانے کو برا کہنا (بنانے یا پکانے کی خرابی بیان کرنا اس میں داخل نہیں)۔

۷۹۔ گانے بجانے کے ساتھ رقص کرنا۔

۸۰۔ دنیا کی محبت (یعنی دین کے مقابلہ میں دنیا کو ترجیح دینا)۔

۸۱۔ بے ریش لڑکے کی طرف شہوت سے نظر رکھنا۔

۸۲۔ کسی دوسرے کے گھر میں جھانکنا۔

۸۴۔ دوسرے کے گھر میں بلا اجازت داخل ہونا۔

صغائر

۱۔ غیر محرم عورت کی طرف بہ قصد دیکھنا۔
۲۔ اجنبی عورت کے ساتھ تنہا مکان میں بیٹھنا۔ یا اس کو ہاتھ لگانا۔
۳۔ کسی انسان یا جانور پر لعنت کرنا۔
۴۔ وہ جھوٹ جس میں کسی کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔
۵۔ کسی مسلمان کی ہجو کرنا' اگرچہ اشارہ کنایہ سے ہو اور بات سچی ہو۔
۶۔ بالاخانہ وغیرہ پر بلا ضرورت چڑھنا' جس سے لوگوں کے مکانات سامنے پڑیں۔
۷۔ کسی مسلمان سے بلا عذر ترک تعلق رکھنا' تین دن سے زائد۔
۸۔ بغیر علم و تحقیق کے کسی کی طرف سے جھگڑا کرنا' اور بعد علم و تحقیق کے خلاف حق پر جھگڑا کرنا۔
۹۔ نماز میں باختیار خود ہنسنا یا کسی مصیبت کی وجہ سے رونا۔
۱۰۔ مرد کو ریشمی لباس پہننا۔
۱۱۔ اکڑ کر اور اترا کر چلنا۔
۱۲۔ کسی فاسق کے پاس بیٹھنا اٹھنا۔
۱۳۔ مکروہ اوقات (طلوع و غروب اور نصف النہار کے وقت) میں نماز پڑھنا۔
۱۴۔ ایام منہیہ (عیدین اور ایام تشریق) میں روزہ رکھنا۔

۱۵۔ کسی مسجد میں نجاست داخل کرنا۔

۱۶۔ مسجد میں کسی مجنون یا اتنے چھوٹے بچے کو لے جانا جس سے مسجد کی تلویث کا خطرہ ہو۔

۱۷۔ پیشاب یا پاخانہ کے وقت قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرکے بیٹھنا۔

۱۸۔ حمام میں بالکل ننگا ہو جانا' اگر لوگوں کے سامنے نہ ہو۔

۱۹۔ صوم وصال یعنی اس طرح روزہ پر روزہ رکھنا کہ درمیان میں بالکل افطار نہ کرے۔

۲۰۔ جس عورت سے ظہار کرلیا ہو' کفارہ ظہار ادا کرنے سے پہلے اس سے جماع کرنا۔

۲۱۔ عورت کا بغیر محرم کے سفر کرنا۔ بہ مجبوری ہجرت کرنا پڑے تو وہ اس سے مستثنیٰ ہے۔

۲۲۔ کھانے پینے کی ضروری چیزیں اناج وغیرہ کو گرانی کے انتظار میں روکنا۔

۲۳۔ کسی چیز کا معاملہ دو شخصوں میں خرید و فروخت کا ہو رہا ہے' یا کسی کی منگنی کسی جگہ لگی ہے اس کا جواب ہونے سے پہلے اس کی خریداری یا اس پیغام میں رکاوٹ ڈالنا۔

۲۴۔ گاؤں والے جو مال شہر میں بیچنے کے لئے لائیں' اس کو بطور آڑھت کے فروخت کرنا۔

۲۵۔ شہر میں آنے والے مال کو بازار میں آنے سے پہلے شہر سے باہر جاکر۔

۲۶۔ جمعہ کی اذان کے بعد بیع و شراء کرنا۔

۲۷۔ سودے کے عیب کو اس کی بیع کے وقت چھپانا

۲۸۔ شوقیہ کتا پالنا (شکار کے لئے یا کھیت' باغ' گھر کی حفاظت کے لئے پالا جائے تو جائز ہے۔)

۲۹۔ شراب کو اپنے گھر میں رکھنا۔

۳۰۔ شطرنج کھیلنا۔

۳۱۔ شراب کی خرید و فروخت کرنا (ع)

۳۲۔ معمولی چیزیں ایک دو لقمہ کی چوری کرنا۔

۳۳۔ حدیث سنانے یا بتلانے پر اجرت ٹھہرانا (ت)

۳۴۔ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا۔

۳۵۔ غسل خانے یا پانی کے گھاٹ پر پیشاب کرنا۔

۳۶۔ نماز میں سدل کرنا یعنی کپڑے کو اس کی وضع طبعی کے خلاف لٹکانا۔

۳۷۔ بحالت جنابت (حاجت غسل) اذان دینا۔

۳۸۔ بحالت جنابت مسجد میں بلا عذر داخل ہونا۔

۳۹۔ نماز میں کوکھ پر ہاتھ رکھ کر کھڑا ہونا۔

۴۰۔ نماز میں ایک لمبی چادر میں اس طرح لپٹ جانا کہ ہاتھ نکالنا مشکل ہو۔

۴۱۔ نماز میں کپڑے یا بدن کے ساتھ کھیل کرنا۔ یعنی بلا ضرورت کسی عضو کو حرکت دینا یا کپڑے کو الٹ پلٹ کرنا۔

۴۲۔ کسی نماز پڑھنے والے کے آگے اس کی طرف رخ کرکے بیٹھنا یا کھڑا ہونا۔

۴۳۔ نماز میں دائیں بائیں یا آسمان کی طرف دیکھنا۔

۴۴۔ مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا۔

۴۵۔ مسجد میں ایسے کام کرنا جو عبادت نہیں۔

۴۶۔ روزہ کی حالت میں اپنی بی بی کے ساتھ مباشرت (ننگے ہو کر لیٹنا)۔

۴۷۔ روزہ میں اپنی بیوی کا بوسہ لینا، جبکہ اس کو حد سے بڑھنے کا خطرہ ہو۔

۴۸۔ زکوٰۃ ردی مال سے ادا کرنا۔

۴۹۔ جانور کو پشت کی طرف سے ذبح کرنا۔

۵۰۔ سڑی ہوئی مچھلی یا جو مر کر پانی کے اوپر آجائے اس کو کھانا۔

۵۱۔ مچھلی کے سوا کوئی دوسرا جانور مرا ہوا کھانا۔

۵۲۔ حلال اور مذبوح جانور کے اعضائے مخصوصہ اور مثانہ اور غدود کا کھانا۔

۵۳۔ حکومت کی طرف سے بلا ضرورت، چیزوں کا بھاؤ مقرر کرنا۔

۵۴۔ لڑکی عاقلہ بالغہ کا نکاح خود بال اجازت ولی کرنا (جب کہ ولی بلا وجہ نکاح میں مانع نہ ہو)

۵۵۔ نکاح شغار (یعنی ایک لڑکی کے مہر میں بجائے روپے پیسے کے اپنی لڑکی دینا۔ اور وہ صورت جس کو ہمارے عرف میں آٹا ساٹا کہتے ہیں، اس میں دونوں لڑکیوں کا مہر علیحدہ علیحدہ مقرر ہوتا ہے وہ اس میں داخل نہیں، جائز ہے۔

۵۶۔ زوجہ کو ایک وقت میں ایک سے زائد طلاق دینا۔

۵۷۔ زوجہ کو بلا ضرورت بائن طلاق دینا (بلکہ رجعی طلاق دینا چاہئے)

۵۸۔ بحالت حیض طلاق دینا (خلع کی صورت مستثنیٰ ہے)۔

۵۹۔ جس طہر میں جماع کر چکا ہے اس میں طلاق دینا۔

۶۰۔ مطلقہ بیوی سے بذریعہ فعل (جماع وغیرہ کے) رجعت کرنا (بلکہ اول رجعت قول سے ہونی چاہئے)۔

۶۱۔ عورت کو تکلیف پہنچانے اور عدت طویل کرنے کے خیال سے رجعت کرنا۔

۶۲۔ عورت کو تکلیف پہنچانے کے خیال سے ایلاء کرنا (یعنی اس کے پاس جانے سے قسم کھانا)۔

۶۳۔ اپنی اولاد کو چیز دینے میں برابری نہ کرنا (ہاں کسی لڑکے میں علم و صلاحیت زیادہ ہونے کے سبب اس کو کچھ زیادہ دے دیں تو (مضائقہ نہیں)۔

۶۴۔ قاضی و حاکم کا مقدمہ کے فریقین کے ساتھ نشست میں یا اپنی توجہ میں برابری نہ کرنا۔

۶۵۔ بادشاہ کا انعام قبول کرنا۔

۶۶۔ جس شخص کے پاس مال حرام زیادہ حلال کم ہو' اس کا ہدیہ یا دعوت بغیر عذر کے بلا تحقیق قبول کرنا۔

۶۷۔ مغصوبہ زمین کی پیداوار سے کھانا۔

۶۸۔ مغصوبہ زمین میں داخل ہونا' اگرچہ نماز ہی کے لئے ہو۔

۶۹۔ غیر کی زمین میں بدون اس کی اجازت کے چلنا۔

۷۰۔ کسی جانور کا مثلہ کرنا' یعنی ناک' کان وغیرہ کاٹنا۔

۷۱- کسی حربی کافر مرتد کو تین روز تک توبہ کر کے مسلمان ہونے کی دعوت دینے سے پہلے قتل کر دینا۔

۷۲- عورت مرتدہ کو قتل کرنا۔

۷۳- نماز میں جو سجدہ تلاوت واجب ہو اس کو موخر کرنا یا چھوڑ دینا۔

۷۴- نماز کے لئے کسی خاص سورت کی قرات کو مقرر کرنا۔

۷۵- جنازہ کی چارپائی کو ڈولی کی طرح بانس باندھ کر اٹھانا۔

۷۶- بغیر ضرورت کے دو آدمیوں کو ایک قبر میں دفن کرنا۔

۷۷- جنازہ کی نماز مسجد کے اندر پڑھنا۔(علی روایۃ التحریم)

۷۸- کسی تصویر کے سامنے یا دائیں بائیں ہوتے ہوئے نماز پڑھنا۔ یا اس پر سجدہ کرنا۔

۷۹- دانتوں کو سونے کے تاروں سے باندھنا۔

۸۰- سونے چاندی کے برتن استعمال کرنا۔

۸۱- مردہ کے چہرے کو بوسہ دینا۔

۸۲- کافر کو بلا ضرورت ابتداء سلام کرنا (ہاں وہ سلام کرے تو جواب میں "وعلیک" یا "ہداک اللہ" کہنا چاہیے)۔

۸۳- مخالف اسلام قوم کے ہاتھ ہتھیار فروخت کرنا۔

۸۴- خصی غلام سے خدمت لینا یا اس کے کسب سے کھانا (علی)

۸۵- بچوں کو ایسا لباس پہنانا جو بالغ کے لئے ممنوع ہے۔

۸۶- اپنا دل بہلانے کے لئے گانا (معتمد قول کے موافق)۔

۸۷- کسی عبادت کو شروع کر کے باطل کرنا۔

۸۸۔ بیوی یا کنیز کے ساتھ کسی ایسے شخص کے ساتھ جماع کرنا جو عقل و ہوش رکھتا ہو اگرچہ سو رہا ہو (بست چھوٹا بچہ مستثنیٰ ہے)

۸۹۔ کسی اُمرو حاکم کے استقبال کے لئے نکلنا۔

۹۰۔ لوگوں کا راستہ تنگ کر کے کھڑا ہونا یا راستہ پر بیٹھ جانا۔

۹۱۔ اذان سننے کے بعد گھر میں بیٹھ کر اقامت کا انتظار کرتے رہنا۔

۹۲۔ پیٹ بھرنے کے بعد زیادہ کھانا (روزہ یا مہمان کی وجہ سے کچھ زیادہ کھایا جائے وہ مستثنیٰ ہے)۔

۹۳۔ بغیر بھوک کے کھانا (کسی مرض کے سبب بھوک نہ لگے تو قوت کے لئے غذا ضروری ہو تو وہ مستثنیٰ ہے) (ش)۔

۹۴۔ عالم، بزرگ، باپ کے سوا کسی کے ہاتھ چومنا۔

۹۵۔ محض ہاتھ کے اشارہ سے سلام کرنا (مخاطب کے بہرہ ہونے یا دور ہونے کے سبب زبان کے ساتھ ہاتھ کا اشارہ بھی کر دے تو مضائقہ نہیں) (ش)۔

۹۶۔ تلاوت قرآن کرنے والے کو اپنے باپ یا استاد کے سوا کسی کے لئے تعظیماً" کھڑا ہونا۔

نوٹ۔ فقیہ ابواللیث فرماتے ہیں کہ مندرجہ ذیل گناہ بھی صغائر میں داخل ہیں۔

۹۷۔ مسلمان سے بدگمانی کرنا۔

۹۸۔ حسد کرنا۔

۹۹۔ تکبر و خودپسندی۔

۱۰۰۔ گانا سننا۔

۱۰۱۔ جنابت (غسل کی حاجت) والے کو مسجد میں بلا عذر بیٹھنا۔

۱۰۲۔ کسی مسلمان کی غیبت سن کر سکوت کرنا۔

۱۰۳۔ مصیبت پر آواز کے ساتھ چلا کر رونا۔ اور سینہ کوبی وغیرہ کرنا۔

۱۰۴۔ جو لوگ کسی شخص کی امامت سے ناراض ہوں' ان کی امامت کرنا' اگرچہ ان کی ناراضی بے وجہ ہو اور اس میں عیب نہ ہو۔

۱۰۵۔ خطبہ کے وقت کلام کرنا۔

۱۰۶۔ مسجد میں لوگوں کی گردنوں کو پھلانگ کر آگے بڑھنا۔

۱۰۷۔ مسجد کی چھت پر نجاست ڈالنا۔

۱۰۸۔ راستہ میں نجاست ڈالنا۔

۱۰۹۔ اپنا لڑکا جس کی عمر سات سال سے زائد ہو اس کے ساتھ ایک بستر میں سونا۔

۱۱۰۔ تلاوت قرآن پاک بحالت جنابت یا حیض ونفاس۔

۱۱۱۔ لغو و باطل چیزوں میں وقت ضائع کرنا۔ مثلاً" سلاطین کے ناز و نعمت کا تذکرہ کرنا۔

۱۱۲۔ بے فائدہ کلام کرنا۔

۱۱۳۔ کسی کی مدح میں مبالغہ کرنا۔

۱۱۴۔ کلام میں بتکلف قافیہ بندی یا زوردار بنانے کے لئے تصنع کرنا۔

۱۱۵۔ گالی گلوچ اور زبان درازی کرنا۔

۱۱۶۔ ہنسی دل لگی میں افراط (زیادتی کرنا)۔

۱۱۷۔ کسی کے بھید کو ظاہر کرنا۔

۱۱۸۔ احباب واصحاب کے حق میں کوتاہی کرنا۔

۱۱۹۔ وعدہ کرتے وقت ہی دل میں وعدہ پورا کرنے کا ارادہ نہ ہونا۔

۱۲۰۔ دینی امور کی بے حرمتی کے بغیر زیادہ غصہ کرنا۔

۱۲۱۔ بے حمیتی کرنا یعنی اپنے عزیز و قریب دوست کو باوجود قدرت کے ظلم سے نہ بچانا(غ)۔

۱۲۲۔ زکواۃ یا حج کو بلا عذر کے موخر کرنا' (اور بعض کے نزدیک یہ کبائر میں داخل ہے)۔

۱۲۳۔ سستی کی وجہ سے جماعت ترک کرنا۔

۱۲۴۔ خلاف حق جنبہ داری کرنا۔

۱۲۵۔ کسی ذمی غیر مسلم کو "اے کافر" کہہ کر خطاب کرنا' جب کہ اس کو اس سے تکلیف ہوتی ہو۔

۱۲۶۔ ان لفظوں سے دعا کرنا' "بمقعد العزمن عرشک" یا "بحق فلاں" علامہ ابن نجیمؒ نے اپنے رسالہ "صغائر و کبائر" میں مذکورہ تعداد اسی ترتیب کے ساتھ لکھی ہے۔ جس میں ایک سو تین کبائر اور ایک سو اٹھائیس صغائر کل دو سو اکتیس ہیں۔

اور علامہ ابن حجرؒ نے اس سے بہت زیادہ تعداد لکھی ہے' پھر جن گناہوں کو ابن نجیمؒ نے صغائر مین شمار کیا ہے ان میں سے اکثر وہ ہیں کہ ان کو ابن حجرؒ نے زواجر میں کبائر میں شمار فرمایا ہے یہ اختلاف بظاہر صغیرہ کبیرہ کی تعریف کے اختلاف پر مبنی ہے۔ اور یہ پہلے لکھا جا چکا ہے کہ کسی گناہ کے صغیرہ ہونے کا یہ مطلب کسی کے نزدیک نہیں

ہے کہ اس کا ارتکاب معمولی بات ہے۔ یا اس سے بچنے کی زیادہ فکر ضروری نہیں' بلکہ یہ فرق محض ایک اصطلاحی فرق ہے ورنہ حق سبحانہٗ تعالیٰ کی نافرمانی ہونے کی حیثیت سے ہر گناہ شدید اور مصیبت عظیمہ ہے۔

اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو ہر گناہ سے بچائے آمین۔

اسی پر رسالہ کو ختم کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امیدوار ہوں کہ اس کو قبول فرمائیں اور سب مسلمانوں کے لئے مفید و نافع بنائیں شاید اس کی برکت سے اس سراپا گناہ حال تباہ کو بھی گناہ سے بچنے کی توفیق ہو جائے۔

وقد وقع الفراغ یوم السبت لثلاث عشرة من صفر المظفر ۱۳۶۷ھ وھٰذا شهر توفی فیه والدی المولی محمد یٰسین رحمته الله علیه تسع خلون منه ۱۳۵۵ھ فتذکرت عهده الهنی وزمنه السنی کمار بانی صغیرا والله سبحانه وتعالی اسئال ان یجعل ثواب هذه الرسالة لوالدی وان یجعلها صدقة جاریة و ان یغفرلی ولهو هو الغفور الرحیم۔

العبد الضعیف

محمد شفیع عفا اللہ عنہ دیوبند

۱۳ صفر ۱۳۶۷ھ

قد صحح الرسالة

انوار الحق القاسمی

۱۳ رمضان ۱۴۱۲ھ

ملنے کا پتہ

دار الاشاعت مولوی مسافر خانہ کراچی نمبر ا

لاہور میں ملنے کا پتہ' ادارہ اسلامیات نمبر ۱۹۰ انار کلی لاہور۔